

عمران سیریز

جلد نمبر 18

موت کا ہاتھ

ابن صفی

اسرارِ پبلی کیشنز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ

اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970 - 7357022

عمران سیریز
جلد نمبر 18

موت کا ہاتھ

ابن صفی

60- پہاڑوں کے پیچھے

مکمل سیٹ

61- بزدل سورما

62- دست قضا

63- ایش ٹرے ہاؤز

جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام، مقام، کردار اور کہانی سے
تعلق رکھنے والے اداروں کے نام فرضی ہیں۔

پبلشر..... خالد سلطان

پرنٹر..... میانی پریس

سیل ڈپو: عثمان ٹریڈرز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ

اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970

پیشترس

عمران سیریز نمبر 60

پہاڑوں کے پیچھے

عمران کے سلسلے کا سناٹھواں ناول ملاحظہ فرمائیے غیر ملکی ایجنٹ کی حد تک یہ ایک نئی کہانی ہے۔ کہانی کی دلچسپی کے لئے جتنے بھی کردار پیش کئے گئے ہیں قطعی فرضی ہیں! ان کرداروں سے متعلق واقعات بھی فرضی ہیں! عمران نے یہ سارے پاڑا اس لئے بنائے تھے کہ اصل مجرم یا اس کے متعلقین روشنی میں آجائیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انتہائی خوفناک آدمیوں کے درمیان بظاہر ایک بے ضرر سا آدمی کسی ایسے جرم کا مرتکب ہوتا رہتا ہے جو ان خطرناک آدمیوں کے بس کا بھی روگ نہیں ہوتا! مثلاً اسمگلرز کے ساتھیوں میں سے کوئی ایک وطن دشمنی پر کمر بستہ ہو جاتا ہے اور اپنے ساتھیوں کو دھوکے میں رکھ کر اسمگلنگ کے سامان کے ساتھ ہی ملک کے اہم راز دشمنوں تک پہنچاتا رہتا ہے! یہ اسمگلنگ سے بھی زیادہ گھناؤنا جرم ہے۔

یہ بھی درست ہے کہ حالات ہی سے مجبور ہو کر آدمی ایسے قدم اٹھاتا ہے لیکن یہ بھی میرے مشاہدے میں نہیں آیا کہ کسی نے اپنے اس پیر کو کاٹ کر پھینک دیا ہو جس کی وجہ سے ٹھوکر کھائی ہو....

وقتی حالات یا کسی قسم کی بددلی کی بناء پر غیر ملکی ایجنٹ بن جانا میری نظروں میں ایسا ہی ہے جیسے اپنے ہی کسی عضو پر جارحانہ حملہ

(مکمل ناول)

کیا جائے۔ ایسی آزمائشوں کے وقت اس سپاہی کو ذہن میں رکھنا چاہئے جو وطن عزیز کی حفاظت کے لئے گولیوں کی بوچھاڑ کے سامنے سینہ سپر ہو جاتا ہے۔

لائل پور سے ایک صاحب نے جو مشرقی افریقہ میں رہ چکے ہیں میری توجہ ”ہلاکو اینڈ کو“ میں ایک فرد گزاشت کی طرف مبذول کرائی ہے اُن کا کہنا ہے کہ سواحلی زبان میں خطرناک کتے کو ”ہاراکاری“ نہیں بلکہ ”امبوکالی“ کہتے ہیں۔

بہت بہت شکریہ! ہو سکتا ہے کہ میری یادداشت نے دھوکا دیا ہو اور ”امبوکالی“ جاپانی خودکشی کے ساتھ گڈ ہو کر ”ہاراکاری“ بن گیا ہو....

البتہ میں نے یہ کبھی نہیں لکھا کہ عمران کو سواحلی زبان آتی ہے، لہذا جوزف اس سے عربی ہی میں گفتگو کرتا ہے اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں جوزف انگریزی اور عربی بھی روانی سے بول سکتا ہے!...

میں ان صاحب کا مشکور ہوں اگر وہ ان کتب کے نام لکھ سکیں جن میں میں نے افریقہ کے ناچوں سے متعلق اپنی کم علمی کا ثبوت دیا ہے!

مجھے توقع ہے کہ وہ آئندہ بھی مجھے خط لکھتے رہیں گے۔

ابن صفی

۱۸ مارچ ۱۹۷۱ء



اپریل کے اواخر میں بڑی مچھلیوں کا شکار ہوتا تھا... جھیل کے گرد کی پہاڑیاں ان دنوں خود رو پھولوں سے ڈھکی ہو تیں.... فضا میں عجیب سی خوشبو رقص کرتی۔ دور دراز کے شکاری اس جشن میں شرکت کے لئے آتے۔ بنسیوں سے شکار ہوتا اور گھائوں پر جگہ جگہ ایسے بورڈ لگا دیئے جاتے جن پر تحریر ہوتا ”جھیل میں جال ڈالنا منع ہے، خلاف ورزی کرنے والے عدالت میں جوابدہ ہوں گے۔“

اُس دوران میں جھیل کے گرد خیمے نظر آتے جہاں بھی سطح زمین نظر آتی خیمے نصب کر دیئے جاتے۔ آس پاس کی بستیوں کے لوگ تو اپنی ذاتی چھو لدریاں لایا کرتے تھے۔ باہر کے شکاریوں سے خیمہ سازوں کو خاصی آمدنی ہو جاتی تھی۔

جھیل کے شمال میں چھ سات میل کے فاصلے پر آبادی تھی اور جنوب میں جنگلات کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ آبادی جھیل سے پرے پرے پھیلتی ہوئی جنگلات کے سلسلے تک چلی گئی تھی۔ اس طرح کہ کہیں کہیں اس کا فاصلہ جھیل سے ایک یا ڈیڑھ میل سے بھی کم رہ جاتا تھا۔

شمال میں ریلوے اسٹیشن تھا اس لئے اصل بستی وہی کہلاتی تھی اور اس سے جھیل کے فاصلے کا تعین کیا جاتا تھا باہر سے آنے والوں کو جھیل تک پہنچنے کے لئے چھ سات میل کا فاصلہ کاروں یا چھپوں کے ذریعہ طے کرنا پڑتا تھا!...

شیخ حمید کا بیگلہ ریلوے اسٹیشن کے قریب ہی واقع تھا۔ وہ بستی کے سربر آوردہ لوگوں میں سے تھے۔ اس جشن شکار ماہی میں حصہ لینے کے لئے ان کے احباب دور دراز سے آیا کرتے تھے!

قیام ان کے بنگلے میں ہوتا اور ان کی گاڑیاں انہیں روزانہ جھیل تک لے جاتیں اور شام کو واپس لاتیں۔ ان کے دوستوں کو جھیل ہی کے کنارے ڈیرہ نہیں ڈالنا پڑتا تھا.... ویسے ان کے لئے ایک بڑا خیمہ ضرور نصب کیا جاتا جہاں وہ دوپہر کو کچھ دیر آرام کرتے۔

اس بار شیخ صاحب کے مہمانوں کا قافلہ بارہ افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سے تین واقعی شکاری تھے بقیہ لوگ تفریحاؤں کے ساتھ ہوئے تھے۔

آج تو سمجھوں نے ڈوریں ڈال رکھی تھیں، لیکن پچھلے دن سے شکار ہی نہیں ہوا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ تیز ہوا چلنے لگی تھی اور جھیل میں بڑی بڑی لہریں اٹھنے لگی تھیں.... ایسے میں کہیں ایک آدھ مچھلی کسی کے ہاتھ لگ جاتی اور اس صورت سے ان تین شکاریوں کے علاوہ اور سب بور ہو رہے تھے! اگر ان کے قریب ہی ایک اجنبی شکاری کی احمقانہ حرکتیں جاری نہ رہی ہوتیں وہ کبھی کے اٹھ گئے ہوتے....!

اجنبی شکاری تنہا تھا اور ان کے خیمے کے قریب ہی اس کی چھوٹی سی چھولداڑی نصب تھی۔ پچھلے دن بھی انہوں نے اسے وہیں دیکھا تھا اور دوسروں کی طرح وہ بھی سارا دن بیکار بیٹھا لہریں گنتا رہا تھا، کبھی کبھی منہ بنا کر نادیدہ مچھلیوں کو گھونسنے دکھاتا۔ اس وقت بالکل ایسا معلوم ہوتا جیسے دوسروں کی موجودگی کا اسے احساس ہی نہ ہو۔ خوش شکل اور صحت مند آدمی تھا لیکن صورت ہی سے بالکل احمق معلوم ہوتا تھا!

آج ان میں سے کئی آدمی سوچ سوچ کر رہ گئے تھے کہ اسے اپنی طرف متوجہ کریں۔ پچکاہٹ صرف اس بات کی تھی کہ پتہ نہیں کون ہو اور کس طرح پیش آئے۔ ٹھیک ساڑھے بارہ بجے ان کا پیاناہ صبر لبریز ہو گیا، کیونکہ اب اس نے بہ آواز بلند مچھلیوں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا تھا۔

ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کہا۔ ”صاحب اس میں بیچاری مچھلیوں کا کیا قصور ہے!“

”پھر کس کا قصور ہے....؟“ احمق نے جھلا کر سوال کیا....؟

مخاطب شپٹا گیا....!

”نہیں بتائیے.... اگر کسی اور کا قصور ہو تو اسی سے نہت لوں....!“

”آپ عجیب آدمی ہیں....!“

”لیکن ان نامعقول مچھلیوں کو نہیں معلوم کہ میں عجیب آدمی ہوں۔!“

”تو پھر کسی طرح انہیں بتائیے کہ آپ عجیب آدمی ہیں!“ مخاطب نے کہا۔ اس کے کئی ساتھی بھی پاس ہی کھڑے ہنس رہے تھے۔

”اچھی بات ہے....! آپ کہتے ہیں تو بتائے دیتا ہوں....!“ اس نے کہا اور راڈ کو وہیں چھوڑ کر دوڑتا ہوا اپنی چھول داری میں جا گھسا....!

”یار مجھے تو پاگل معلوم ہوتا ہے....!“ ان میں سے ایک بولا۔

”دیکھو.... کیا کرتا ہے....!“ دوسرے نے کہا۔

”مجھے تو تیرا جھمٹا معلوم نہیں ہوتے....!“ تیسرا بڑبڑاتا ہوا بولا۔

”چھوڑو....!“ پہلے نے کہا۔ ”بیہودگی کرے گا تو پٹائی کر دیں گے۔!“

ان شکاریوں کے ساتھ چار عدد خواتین بھی تھیں.... انہوں نے اپنے ان ساتھیوں کو واپس بلانے کی کوشش کی جنہوں نے احمق کو چھیڑا تھا۔ لیکن وہ وہاں سے نہیں ہٹے۔

اتنے میں احمق بھی چھول داری سے نکل آیا.... اب وہ تیراکی کے لباس میں تھا اس نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔ ”دیکھئے اب میں ان مچھلیوں کو بتانے جا رہا ہوں کہ میں کتنا عجیب آدمی ہوں۔!“

قبل اس کے کہ وہ کچھ کہہ سکتے اس نے جھیل میں چھلانگ لگادی اور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جس جگہ چھلانگ لگائی تھی وہاں سطح آب پر چند بلبلے دکھائی دیئے تھے اور پھر وہی بڑی بڑی لہریں....!

وہ سب اپنے راڈ چھوڑ کر اسی جگہ اکٹھا ہو گئے جہاں سے احمق نے چھلانگ لگائی تھی!

خدا خدا کر کے وہ سطح پر ابھر اور تیرتا ہوا کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔

قریب پہنچ کر اس نے ایک بڑی سی مچھلی خشکی پر اچھال دی اور خود بھی چھلانگیں لگاتا ہوا اس کے پاس جا کھڑا ہوا مچھلی تڑپ رہی تھی اس کا وزن دس گیارہ پونڈ سے کسی طرح کم نہ رہا ہوگا۔

وہ سب اس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔!

”کمال کر دیا آپ نے....!“ ایک نے آگے بڑھ کر احمق سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

”میرا نام جاوید ہے....!“

”اچھا....!“ احمق نے اس طرح کہا جیسے اس کا نام جاوید ہونا ہی چاہئے اور پھر مچھلی کو گھونسنے

دکھاتا ہوا بولا۔ ”دیکھاتم نے....!“

”واقعی کمال ہے....!“ ایک لڑکی بولی۔

احق نے اس کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔ ”اور آپ کا نام....!“

”کیا مطلب....!“ لڑکی نے اسے گھور کر کہا۔

”ان صاحب نے میرے کمال کا ذکر کرتے ہوئے اپنا نام جاوید بتایا تھا۔!“ احق بولا۔

لڑکی نے چپک کر کہا۔ ”کوئی کمال و مال نہیں ہے۔ اتفاق سے ہاتھ آگئی ہوگی۔!“

”اچھا تو پھر لیجئے....!“ احق نے کہا اور دوڑ کر دوبارہ جمیل میں چھلانگ لگادی۔!

”حیرت ہے۔!“ ایک نے کہا۔

”واقعی....“ ناقابل یقین!“ دوسرا بولا۔

”پانی میں بانٹ بھر کی مچھلی بھی ہاتھوں سے نہیں پکڑ جاتی۔!“

”کہیں یہ کوئی بدروح تو نہیں ہے....!“ ایک خاتون بولیں۔

اتنے میں احق پھردکھائی دیا۔ اور اس بار بھی اس نے اتنی ہی بڑی مچھلی خشکی پر پھینکی تھی۔

”اور لاؤں....؟“ اس نے انہیں آواز دے کر پوچھا۔!

”ضرور ضرور....!“ سب بیک وقت بولے۔!

احق نے غوطہ لگایا۔

”ایسے میں جب کہ شکار نہ ہو رہا ہو یہ آدمی تو فرشتہ معلوم ہونے لگا ہے....!“ لڑکی طویل

سانس لے کر بولی۔ ”میں اسے اپنا نام ضرور بتاؤں گی۔!“

”بکواس مت کرو....!“ معمر خاتون نے اسے ڈانٹا وہ بہت زیادہ فکر مند نظر آرہی تھیں۔!

احق نے پھر ایک بڑی مچھلی خشکی پر پھینکی۔!

”کم از کم دو اور ہونی چاہئیں....!“ لڑکی نے چیخ کر کہا۔

معمر خاتون دوبارہ اس پر برس پڑیں.... لیکن وہ ہنستی رہی.... پانچ منٹ کے اندر اندر دو

مزید مچھلیاں خشکی پر پہنچ گئیں.... اب ان کی تعداد پانچ ہو چکی تھی۔

احق بھی پانی سے باہر آگیا....!

”میرا نام پروین ہے....!“ لڑکی نے کہا۔

احق نے سڑا سا منہ بنایا۔

”کیوں کیا میرا نام پسند نہیں آیا۔!“

”پروین....!“ معمر خاتون نے اسے لگا کر۔

”جائیے....!“ بلا رہی ہیں نامر موموں سے بات نہیں کیا کرتے....!“ احق نے کہا۔

”نامر موموں کیا....؟“

”مطلب یہ کہ غیر مردوں سے....!“

”اوہو....“ نامر موموں سے....!“

”وہی.... وہی.... عربی کے الفاظ مجھے صحیح یاد نہیں رہتے....!“

”آپ کا کیا نام ہے....!“

”مران....!“

”یہ کیا نام ہوا.... آپ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔!“

”نام کا پہلا حرف مجھے کچھ یتیم یتیم سا لگتا ہے اس لئے اس کے بغیر ہی نام بتاتا ہوں۔!“

”کیا مطلب....!“

”بغیر نقطے کے سارے حروف یتیم لگتے ہیں....!“

اس کے بعد معمر خاتون نے پھر پروین کو آواز دی تھی اور وہ وہاں سے ہٹ گئی تھی۔

احق اپنی چھول داری میں جاگھسا....! مچھلیاں اسی جگہ پڑی تھیں۔!

دفعتاً جاوید نے اونچی آواز میں کہا۔ ”اوبھائی عجیب! ان مچھلیوں کا کیا ہوگا۔!“

احق چھول داری کے پردوں سے سر نکال کر بولا۔ ”جو خود سے آکر نہ پھنسیں مجھ پر حرام

ہیں....! میں تو انہیں ہاتھ بھی نہ لگاؤں گا.... آپ لوگ شوق فرمائیے....!“

”سچ عجیب ہے....!“ جاوید آہستہ سے بڑبڑایا۔ یہ ایک وجہہ اور تندرست نوجوان تھا۔!

”خ صاحب کا بھتیجا تھا اور مہمانوں کی دیکھ بھال اسی کے ذمے تھی۔!

تھوڑی دیر بعد احق دوبارہ کپڑے پہن کر باہر آگیا! اس دوران میں ان لوگوں نے مچھلیاں

اپنے خیمہ میں پہنچادی تھیں۔ احق اپنے راڈ کے قریب جا بیٹھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب اسے

وہاں کسی اور کی موجودگی کا احساس ہی نہ ہو۔!

جاوید کو اس کی یہ بے تعلقی کھلنے لگی.... اور وہ اس کے پاس پہنچ کر بولا۔ ”اجازت ہے! میں بھی یہیں بیٹھ جاؤں۔“

”اوہ....!“ احمق چونک پڑا۔ ”ضرور.... ضرور....!“

”آپ کہاں سے آئے ہیں جناب....؟“

”گھر سے....!“

”گھر کہاں ہے....؟“

احق نے ہاتھ اٹھا کر چھول داری کی طرف اشارہ کیا۔

”آپ تنہا ہیں....؟“ جاوید نے پوچھا۔

”نہیں تو آپ سب بھی ہیں.... تنہائی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔“

”یہ کتب آپ نے کس طرح سیکھا....؟“

”کون سا کتب....!“

”یہی مچھلیاں پکڑنے کا! مجھے تو یہ انسانی کام نہیں معلوم ہوتا....!“

”تو کیا آپ مجھے شیطان سمجھتے ہیں....!“ احمق نے بُرا مان جانے کے سے انداز میں کہا۔

”میرا مطلب تھا کہ یہ ناممکن ہے....!“ جاوید بولا۔

”مرزا غالب نے کہا تھا کہ اگر میرا بس چلے تو لفظ ناممکن کو دشمنی سے خارج کر دوں۔!“

”آپ بھول رہے ہیں یہ بات تو نیولین نے کہی تھی۔!“

”نیولین نے ترجمہ کیا ہو گا....! حقیقتاً یہ بات مرزا غالب نے کہی تھی۔!“

”کہی ہو گی....!“ جاوید ہاتھ ہلا کر بولا۔ ”مجھے تو آپ ان دونوں سے زیادہ عجیب لگ رہے

ہیں! آپ نے پروین کو اپنا کیا نام بتایا تھا....!“

”مرزا....!“

”نام بھی میرے لئے بالکل نیا ہے....! لیکن آپ نے اس کے اس سوال کا جواب نہیں دیا

تھا کہ آپ کا مذہب کیا ہے....!“

”ہکواس....!“

”کیا مطلب....!“

”مذہب کے سلسلے میں عموماً کو اس کرتا ہوں.... عمل نہیں کرتا۔!“

”کیوں نہیں کرتے....؟“

”شیطان بہکا تارہتا ہے....!“

”لا حول پڑھتے رہا کیجئے....!“

”وہ مردود بھی تو لا حول پر دف ہو گیا ہے.... اب اس پر کچھ اثر ہی نہیں ہوتا۔!“

”آپ لیڈر تو نہیں ہیں....!“

”لیڈر ہوتا تو وہ میرے قریب ہی نہیں آسکتا تھا....!“

”کیوں....؟“

”سوچتا کہ انہوں کے پیچھے پڑنے سے کیا فائدہ....؟“

جاوید آنکھیں پھاڑے حیرت سے اسے دیکھتا رہا اور پھر اس کے پاس سے ہٹ کر اپنے

ساتھیوں میں آ بیٹھا۔

”صورت سے احمق معلوم ہوتا ہے.... لیکن باتیں بڑے کا بننے کی کرتا ہے....!“ اس نے

انہیں مخاطب کر کے کہا۔

”مجھے تو یہ کوئی اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا....!“ معمر خاتون بولیں۔

”کیا بُرائی ہے آنٹی....!“ پروین بول پڑی۔

”تم مجھ سے بحث نہ کرو....!“ خاتون غرائیں۔

پروین خاموش ہو گئی....! یہ محترمہ اس کی چچی تھیں.... شیخ صاحب کے مہمان تھے یہ

لوگ اس لئے جاوید پر ان کا احترام واجب و لازم تھا، ورنہ اس جیسا کھنڈر آدمی ان بڑی بی کا وجود

برداشت نہ کر سکتا۔

اس نے کہا.... ”قرباً پچاس پونڈ مچھلیاں اس کی بدولت ہاتھ آئی ہیں اس لئے ہمیں اس کو

برادہ کہنا چاہئے۔!“

”میں تو زبان پر بھی نہیں رکھوں گی....!“ معمر خاتون نے جل کر کہا۔

”آخر کیوں....!“ پروین پھر بول پڑی۔

”اس کے پاس کوئی سفلی علم ہے....!“

”کیا مطلب.....!“

”وقت اچھا کئے گا.... دلچسپ آدمی معلوم ہوتا ہے۔!“

جاوید مڑ کر اس کی چھول داری کی طرف دیکھنے لگا پھر آہستہ سے بولا۔ ”عجیب آدمی ہے۔
کبھی احمق معلوم ہوتا ہے اور کبھی فلسفی.....!“

”کیوں.....؟ کیا کہہ رہا تھا.....!“

”خود سنئے اس کی گفتگو تو مزہ آئے گا.....؟“

”پتہ نہیں کیوں چچی جان اس سے الگ ہو گئی ہیں..... یہ سفلی عمل کیا ہوتا ہے۔!“

”جادو قسم کی کوئی چیز ہے.....!“

”بکواس ہے..... ان بوڑھوں کی سمجھ میں جو چیز نہ آئے اسے جادو کا نام دے کر مطمئن

ہو جاتے ہیں۔!“

جاوید کچھ نہ بولا! وہ چھول داری کی طرف دیکھے جا رہا تھا!

دفتر جھیل کا اور سیر انہیں اپنی طرف آنا دکھائی دیا..... اس کے ساتھ اس کے عمل کے
دو آدمی اور بھی تھے اس نے قریب پہنچ کر تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔ ”کیا یہاں جال ڈال کر مچھلیاں
پکڑی گئی ہیں۔!“

”نہیں تو.....!“ جاوید بولا۔

”مجھے اطلاع ملی ہے.....!“

”غلط اطلاع ملی ہے۔!“

”کیوں.....؟“ وہ اپنے ماتحتوں کی طرف مڑا۔

”انہوں نے بتایا کہ کچھ دیر پہلے انہوں نے پانچ بڑی مچھلیاں وہاں پڑی دیکھی تھیں جب کہ

پچھلے دن سے شکار ہوا ہی نہیں تھا۔!“

جاوید کو غصہ آگیا اور پھر کیا تھا اچھا خاصہ ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اور سیر اسے تسلیم کرنے پر تیار

نہیں تھا کہ مچھلیاں ہاتھ سے پکڑی گئی ہوں گی۔ احمق چھول داری سے باہر نہ نکلا.....!

”تم ذرا دیر ٹھہرو.....! ثابت کر دیا جائے گا.....!“ جاوید نے تیز لہجے میں کہا۔ پھر اس نے

احق کو آواز دی۔ وہ باہر نکلا اور اب ایک بار پھر تیراکی کے لباس میں دکھائی دیا۔

”لا حول ولا قوۃ.....!“ پروین کو ہنسی آگئی۔

”میں کہتی ہوں مت پٹر پٹر بولو.....!“

”میں اس سے یہ فن ضرور سیکھوں گا.....!“ جاوید کا لہجہ پُر عزم تھا، وہ پھر اٹھ کر احمق کے

پاس جا بیٹھا!

احق چو نگم کا پیکٹ پھاڑ رہا تھا..... ایک بیس جاوید کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ ”میں تو ڈبے کی

مچھلی کھاتا ہوں۔!“

”کیوں.....؟“

”خود سے آکر پھنستی ہی نہیں..... زبردستی پکڑی ہوئی حرام سمجھتا ہوں.....!“

”ڈبے کی تو بدبودار ہوتی ہیں۔!“

”عادت بُری بلا ہے..... ہر قسم کا احساس فنا کر دیتی ہے۔!“

”یہ بات آپ نے فلسفیوں کی سی کہی ہے۔!“

”دنیا کے سارے علوم نے میرے انجیر پنجر ڈھیلے کر دیئے ہیں.....!“

”اوہو.....!“

”میرے ساتھ ڈبے کی مچھلی کھاؤ گے.....!“

”نہیں جناب..... اس کی بو سے طبیعت مالش کرنے لگتی ہے۔!“

”اچھی بات ہے تم میری راڈ دیکھو شاید کوئی مچھلی بھنسنے ہی جائے میں کھانا کھا لوں.....!“

”ضرور..... ضرور.....!“ جاوید نے کہا اور احمق اٹھ کر اپنی چھول داری میں چلا گیا!

پروین انہیں بڑے غور سے دیکھتی رہی تھی۔ احمق کے اٹھتے ہی وہ جاوید کی طرف بڑھی۔

”اب کیا ہوا.....!“ اس نے قریب پہنچ کر پوچھا!

”ڈبے کی مچھلی کھانے گیا ہے.....!“

”آپ نے کہا نہیں کہ اس کی پکڑی ہوئی مچھلیاں تلی جا رہی ہیں۔!“

”وہ کہتا ہے کہ جو خود سے آکر نہ پھنسنے مجھ پر حرام ہے.....!“

”کیا واقعی آپ اس سے یہ کرتب سیکھیں گے.....!“

”یقیناً.....! میں کوشش کروں گا کہ وہ ہمارا امہان ہو جائے۔!“

”بے فکر ہو۔!“ اس نے ہاتھ ہلا کر جاوید سے کہا۔ ”چھٹی بار ثابت کرنے جا رہا ہوں۔!“
اس نے جھیل میں چھلانگ لگائی تھی اور سب دم بخود کھڑے دیکھتے رہے تھے۔
جاوید نے پروین کو الگ لے جا کر کہا۔ ”یہ اور سیر... بہت بیہودہ آدمی ہے بات بڑھ جائے گی۔!“

”تو کیا ہوگا....؟“

”اس کے خاندان والے ہمارے خاندان سے اچھے آئے ہیں۔!“

”اگر یہ بات ہے تو انکل کیا کہیں گے....!“

”کچھ بھی کہیں مجھے تو احق ہی کا ساتھ دینا ہے....!“

اتنے میں اس نے پانی پر سر ابھار اور کنارے پر پہنچ کر مچھلی اچھالی پھینکی....!
پھر جیسے ہی وہ خشکی پر پہنچا اور سیر اور اس کے ساتھی جھپٹ پڑے۔

”یہ غیر قانونی ہے....!“ اور سیر دھاڑا۔

”جال تو نہیں ڈالا تھا....!“ احق نے ہنس کر کہا۔

”میرے دفتر چلو....!“

”دفتر کو یہیں لائیے.... یہ میری عبادت کا وقت ہے.... کہیں بھی نہیں جاسکتا۔!“

”کھینچ لے چلو....!“ سپردانز نے ساتھیوں کی طرف مڑ کر کہا۔

”اگر ایسی کوئی بات ہوگی تو اچھا نہ ہوگا۔!“ جاوید بھی دھاڑتا ہوا آگے بڑھا۔

”بھائی آپ لوگ جھگڑانہ کریں....!“ احق نے دونوں کے درمیان آتے ہوئے کہا۔ ”میں

ہی اپنا قصہ تمام کئے دیتا ہوں۔!“

اس نے پانی کی طرف دوڑ لگائی اور ایک بار پھر چھلانگ لگادی۔!

اور سیر اور جاوید کے درمیان دوبارہ تو تو میں میں شروع ہو گئی۔

جاوید کہہ رہا تھا۔ ”شیخ صاحب نیک دل آدمی ہوں گے....! میں نہیں ہوں.... جو

جھگڑے شیخ صاحب کی وجہ سے دبے رہے ہیں.... دوبارہ بھی ابھر سکتے ہیں۔!“

”اچھی بات ہے....!“ اور سیر سر ہلا کر بولا۔ ”میں دیکھوں گا.... تم سرکاری فرائض

میں مداخلت کر رہے ہو۔!“

”مقدمہ بناؤ اور عدالت میں ثابت کرنا....!“ جاوید نے لا پرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

اچانک پروین نے جاوید کا شانہ جھنجھوڑ کر کہا۔ ”بڑی دیر ہو گئی۔!“

پورے دس منٹ گزر چکے تھے لیکن وہ پھر سطح پر نہ ابھرا۔

”ہائے پیارہ....! پروین گھڑی پر نظر ڈالتی ہوئی روہانسی آواز میں بڑبڑائی۔

”ایسے پاگل ڈوب کر ہی مرتے ہیں....!“ اور سیر نے بڑی بے دردی سے کہا۔

جاوید دم بخود تھا کبھی گھڑی دیکھتا اور کبھی جھیل کی طرف۔ جاوید کے سارے ساتھی ایک

نکد اکٹھا ہو گئے تھے.... اور ہر ایک کی آنکھوں میں یہی سوال تھا ”اب کیا ہوگا....؟“



جوزف اس درخت کی سب سے اونچی چوٹی پر پہنچ چکا تھا، اس نے تھیلے سے دو ربین نکالی اور

شرق کی طرف اس کا فوکس ایڈجسٹ کرنے لگا۔!

وہ سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پر کچھ تلاش کر رہا تھا....! قریباً دس منٹ تک دو ربین

سنجھالے نزدیک و دور کا جائزہ لیتا رہا پھر بڑبڑایا۔ ”اے آسمان والے میرے باس کو عقل دے۔!“

اس کے بعد اس نے دو ربین تھیلے میں ڈالی تھی اور درخت سے اترنے لگا۔ ساتھ ہی بڑبڑاتا

جا رہا تھا۔ ”میرے باپ نے بھی کبھی کسی سینکوں والے بندر کے بارے میں کچھ نہ سنا ہوگا....

میں اس کا بد نصیب بیٹا یہاں اس جنگل میں اس کا منتظر ہوں.... آسمان والے مجھے محفوظ رکھ....

جنگلی بھینسے سے نہیں ڈرتا.... لیکن سینکوں والا بندر.... اب ایسے مالک کو کیا چھوڑوں، جو یہاں

اس جنگل میں بھی میرے لئے چھ بوتلیں یومیہ مہیا کر رہا ہے۔!“

نیچے پہنچ کر اس نے دوسرا بڑا تھیلہ اٹھایا جو درخت کے تنے کے قریب ہی رکھا ہوا تھا۔ تھیلے

کو کاندھے پر ڈال کر وہ ایک طرف چل پڑا۔

یہاں راستہ دشوار گذار تھا.... وہ بڑی احتیاط سے چڑھائی پر چڑھتا رہا۔

سرسبز چٹانیں خود رو پھولوں سے ڈھکی ہوئی تھیں.... جوزف چلتے چلتے ایک جگہ بیٹھ گیا۔

تھیلے سے بوتل نکال کر دو تین گھونٹ لئے اور ادھ کھلی آنکھوں سے گرد و پیش کا جائزہ لینے لگا۔!

ایک ہفتے سے وہ ان جنگلوں میں مرغ زریں کا شکار کھیل رہے تھے.... عمران بھی ان کے

ساتھ آیا تھا.... لیکن تین دن سے اس کا کہیں پتہ نہ تھا.... صفدر اور تویر دن بھر شکار کھیلتے

”آپ لوگوں نے یہاں کس کی اجازت سے قیام کیا ہے....؟“ ڈرائیو کرنے والے نے انہیں مخاطب کر کے گونجیلی آواز میں پوچھا....!

”ہمارے پاس شوٹنگ پر مٹ موجود ہیں....!“ صفدر نے آگے بڑھ کر کہا۔

اس پر باڈی گارڈ جیب سے کود کر اس کی طرف جھپٹتا ہوا بولا۔ ”کیا تمہیں اس کا علم نہیں کہ نجیب خان صاحب سے اجازت حاصل کے بغیر تم ان جنگلوں میں ایک گہری بھی نہیں مار سکتے۔!“

”نہیں ہمیں اس کا کوئی علم نہیں....!“

”چھول داریاں اکھاڑو اور چلتے پھرتے نظر آؤ....!“

”نجیب خان صاحب سے کہاں ملاقات ہو سکے گی۔!“ صفدر نے بدستور لہجے میں نرمی رکھتے ہوئے پوچھا۔

”میں اجازت نہیں دے سکتا۔!“ اسٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا؟ ”آپ لوگ تشریف لے جائیں۔!“

”کیا یہ جنگل آپ کی ملکیت ہے....!“ تنویر غریبا۔

”میں ٹھیکیدار ہوں....!“ نجیب خان بولا۔

”شوٹنگ پر مٹ انہی جنگلات کے لئے حاصل کئے گئے ہیں اور ان میں کہیں کوئی ایسی شرط موجود نہیں ہے کہ ٹھیکیدار سے اجازت حاصل کے بغیر شکار نہیں کھلا جاسکتا۔!“

”میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا.... اگر آپ لوگ خوشی سے نہ گئے تو زبردستی اٹھا دیئے جائیں گے۔!“

تنویر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ صفدر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا اور نجیب خان سے بولا۔ ”تو پھر اب ہم کہاں جائیں خان صاحب....!“

”میں کیا جانوں....!“ نجیب خان غریبا۔

دفعتاً جوزف آگے بڑھا اور اس کے باڈی گارڈ کو گھورنے لگا۔

”کیا بات ہے....!“ باڈی گارڈ نے حیکے لہجے میں پوچھا۔

”کچھ بھی نہیں.... تم اپنا باس کو سمجھاؤ....!“

”جوزف.... مجھے بات کرنے دو....!“ صفدر نے اس کو پیچھے ہٹ جانے کا اشارہ کرتے

پھرتے اور جوزف عمران کی ہدایت کے مطابق مختلف قسم کے اوٹ پٹانگ معمولات میں ا رہتا۔ انہیں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ سینگوں والے بندر کی تلاش بھی جاری رکھی جائے۔

جوزف نے ان دونوں سے اس کا ذکر نہیں کیا تھا.... تنویر سے اس کی نوک جھونک جا رہی تھی اور صفدر بیچ بچاؤ کرنا رہتا۔

آج صبح بھی دونوں میں جھڑپ ہوئی تھی اور اس وقت جوزف اسی کے متعلق سوچ رہا تھا عمران کا خوف نہ ہوتا تو تنویر کو پچھتاہٹا پڑتا....! جھگڑا عموماً عمران ہی کے بارے میں ہوتا تھا۔

”مم.... میں.... اس کی ہڈیاں توڑ دوں....!“ جوزف بڑبڑایا ”مگر باس....!“ اس کے بوا اس نے بھاڑ سامنے پھیلا کر جمائی لی تھی اور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

آہستہ آہستہ چلتا ہوا وہ اس جگہ پہنچا جہاں تین چھول داریاں نصب تھیں۔

اس نے صفدر اور تنویر کی آوازیں سنیں.... انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی بات پر جگ پڑے ہیں۔!

آواز صفدر کی چھول داری سے آرہی تھی....! جوزف قریب پہنچا ہی تھا کہ تنویر غصے بھرا ہوا باہر نکلا اور جوزف کو دیکھ کر دہاڑا ”کہاں ہے وہ خبیث....!“

”کس کی بات کر رہے ہو مسٹر....!“ جوزف نے نرم لہجے میں پوچھا....!

”عمران....!“

”میں نہیں جانتا....!“

”بکواس ہے....؟“

”اس سے نہ الجھو....!“ صفدر نے چھول داری سے نکل کر کہا ”جب میں نہیں جانتا تو بھی لا علم ہی ہو گا....!“

”تم خاموش رہو....! میں تم سے بات نہیں کر رہا....!“

”مجھ سے ہی بات کرنے دو مسٹر....!“ جوزف نے تھیلا زمین پر رکھتے ہوئے صفدر سے کہا۔! ”میرے سامنے میرے باس کی توہین کوئی بھی نہیں کر سکتا۔!“

تنویر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک جیب آکر ان کے قریب رکی۔ ایک لحیم شمیم آدمی اسے ڈرائیو کر رہا تھا اور اس کے برابر دوسرا مسلح آدمی باڈی گارڈ کی وردی میں ملبوس نظر آیا۔

ہوئے کہا۔

اتنے میں نجیب خان بھی جیب سے اتر آیا.... صورت ہی سے سخت گیر آدمی معلوم ہوتا تھا اور جسمانی توانائی آنکھوں سے مترشح تھی۔

”تم لوگ بات نہ بڑھاؤ....!“ اس نے سخت لہجے میں کہا۔!

”سنئے تو خان صاحب....! فی الحال ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے کہ ہم فوری طور پر اپنا سامان یہاں سے ہٹا سکیں۔!“

”بچنے کس طرح تھے۔!“

”ہمارا ایک ساتھی جیب لے گیا ہے.... پتہ نہیں کب واپس آئے۔!“

نجیب خان کچھ سوچنے لگا پھر اُس سے اُن کے متعلق پوچھ گچھ شروع کر دی کہ وہ کہاں سے آئے ہیں اور کیا کرتے ہیں.... لیکن انداز گفتگو ہانت آمیز تھا.... ایسا لگتا تھا جیسے وہ انہیں شرفا کی صف میں جگہ دینے پر تیار نہ ہو۔

”بات یہ ہے....!“ وہ بالآخر کھل کر بولا۔ ”یہاں سے دوسرے ملک کی سرحد قریب ہے! اس لئے یہ علاقہ اسمگلروں کی جنت سمجھا جاتا رہا ہے.... لیکن جب سے میں نے ٹھیکہ لیا ہے کیا مجال کہ کوئی میرے علاقے سے گذر سکے۔!“

”خان صاحب.... ہم صرف شکاری ہیں....!“ صفدر نے کہا۔

”کچھ بھی ہو.... میں صرف ایک گھنے کی مہلت دیتا ہوں.... میری واپسی پر بھی یہیں نظر آئے تو نتیجے کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔!“ نجیب خان نے کہا اور اپنے باڈی گارڈ کو روانگی کا اشارہ کر کے جیب کی طرف بڑھ گیا۔!

وہ خاموش کھڑے رہے اور جیب آگے بڑھ گئی....! تویر غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔

”اب بتاؤ....!“ وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ ”شہزادے صاحب نے جیب بھی یہاں نہ چھوڑی۔!“

”کیا تم سچ جی یہاں شکار ہی کھیلنے آئے ہو....!“ صفدر نے نرم لہجے میں پوچھا۔

”میں کچھ نہیں جانتا....! اب ہاتھ آیا تو اس کی خیریت نہیں۔!“

”مسٹر....!“ جوزف مٹھیاں بھیجنے کر غرایا۔

قریب تھا کہ دونوں کے درمیان ہاتھ پائی شروع ہو جاتی کسی نے چھول داری کے پیچھے سے

ان پر چھلانگ لگائی۔

”ہائیں....!“ تین تیر آمیز آوازیں بیک وقت سنائی دی تھیں۔

اور اب وہ اپنے جھگڑنے بھول کر عمران کو گھورے جا رہے تھے، جوان کے سامنے صرف لنگوٹی میں کھڑا طرح طرح کے منہ بنارہا تھا۔

کچھ دیر بعد تویر ہی سب سے پہلے بولا۔ ”یہ سب کیا ہے....!“

”بڑے ظالم لوگ ہیں....!“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ”ساری مچھلیاں بھی چھین

لیں اور کپڑے تک اتروائے....!“

”کیا مطلب....!“ صفدر آگے بڑھا۔

”وہاں جھیل پر.... پتہ نہیں کیسے لوگ ہیں! نہ تمہیں شکار کھیلنے دیتے ہیں اور نہ مجھے....!“

شکر کرو کہ ان لوگوں نے تمہارا سامان نہیں چھینا اور کپڑے نہیں اتروائے....!“

”جیب کہاں ہے....!“ تویر دہاڑا۔

”وہاں جھیل پر....!“ یہ بڑا اچھا ہوا کہ میں نے جیب کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں

دیکھا....! ورنہ وہ شریف آدمی اس پر بھی قبضہ کر لیتے۔!“

”چلو میرے ساتھ....!“ تویر غرایا۔

”پٹو گے اگر مجھے ساتھ لے گئے.... یہ لو کنجی جا کر خود لاؤ۔!“ اس نے مٹھی میں دبی ہوئی

کنجی تویر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہاں چلو ہم دونوں چلتے ہیں....!“ صفدر بولا۔

بدقت تمام تویر اس پر راضی ہوا تھا۔

جب وہ دونوں چلے گئے تو جوزف نے ٹھنڈی سانس لے کر پوچھا! ”کیا سچ بچے ہو باس۔!“

عمران ہائیں آکھ دبا کر مسکرایا.... کچھ بولا نہیں۔

”اپنی باتیں تم خود ہی جانو باس....! لیکن آخر اس بندر کی تلاش کب تک جاری رہے گی۔!“

”جب تک تیری شادی نہیں ہو جاتی۔!“

”دیکھو.... دیکھو.... باس بندر اور شادی کا نام ایک ساتھ نہ لو.... میرا باپ موگوٹا اسی

میں تباہ ہوا تھا۔!“

”میں اس وقت تجھ سے قطعی یہ نہ پوچھوں گا کہ وہ حادثہ کیونکر ہوا تھا کیونکہ مجھے سردی لگ رہی ہے۔“

”کبیل لاؤں....!“

”کھڑا منہ کیا دیکھ رہا ہے غبیث....!“

جوزف اپنی چھول داری سے کبیل نکال لایا اور عمران اسے اپنے جسم سے لپیٹتا ہوا زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا۔

”اب بول کیا بات ہے!“ اس نے جوزف کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

”مقصد....!“

”کیا مطلب....!“

”تویر.... صفدر سے کس مقصد کے لئے الجھتا رہتا ہے....!“

”تجھے اتنی مہلت کیسے ملی کہ تو ان کی باتیں سن سکے....!“

”ہر وقت.... تو باہر نہیں رہتا باس....!“

”حالانکہ میں نے تجھے کام ہی اتنے تیار کھے تھے کہ باہر ہی باہر رہے۔“

”میں نہیں سمجھا باس....!“

”جس دن مجھے سمجھ گیا چھ بولتیں زہر ہو جائیں گی....!“

”خیر.... ہو گا.... مجھے کیا.... جنگل سے تو نکال دیئے گئے ہیں.... لہذا مجھے بتاؤ کہ

سینگوں والا بندر کہاں ملے گا۔“

”کافی ہاؤز میں....!“

جوزف پھر کچھ نہ بولا.... وہ سوچ رہا تھا کہ اس بحث میں پڑنے سے کیا فائدہ.... اگر بندر کی تلاش ختم کی تو اب اسے میاؤں میاؤں کرنے والے کسی ہاتھی کی تلاش پر بھی مامور کیا جاسکتا ہے.... باس کی بات باس ہی جانے.... اسے حق حاصل ہے کہ اندھے کونئیں میں دھکیل دے۔

دفعتاً کسی گاڑی کی آواز سنائی دی اور عمران چھلانگ مار کر ایک چھول داری میں جا گھسا....!

جوزف کسی شکاری کتے کی طرح چوکنا ہو گیا تھا.... دلیاں ہاتھ کوٹ کے نیچے بغلی ہو لشر پر

ریگ گیا۔ اگلے موڑ سے وہی جیب پھر نمودار ہوئی جو کچھ دیر پہلے وہاں آئی تھی۔!

اس بار اس پر نجیب خان موجود نہیں تھا.... صرف باڈی گارڈ ہی نظر آیا۔

اس نے جوزف سے کہا۔ ”اپنا سامان اٹھا کر گاڑی پر رکھو، میں تم لوگوں کو بستی میں پہنچا دوں

!“

”امار آڈی گاڑی لینے گیا ہے....!“ جوزف نے خشک لہجے میں جواب دیا....!

”کہاں گیا ہے....؟“

”جھیل پر....!“

”تم چھول داریاں تو اکھاڑنا شروع کرو....!“

”مسٹر میں اپنے باس کا حکم سنتا ہے۔!“

وہ جھلا کر آگے بڑھا اور جوزف نے اسے سمجھانا شروع کیا کہ وہ مضبوط ہاتھ پیر کا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے کون کی تاب نہ لاسکے گا ہو سکتا ہے کہ اسے جبروں سے بھی محروم ہونا پڑے۔

”کیا بکواس ہے....!“ وہ غراتا ہوا جوزف پر جھپٹ پڑا۔

”ڈیکھو ڈیکھو.... سنہیل جاؤ....!“ جوزف نے اس کی کلائیوں پکڑتے ہوئے کہا۔

باڈی گارڈ اس کی گرفت سے نکل جانے کے لئے بھرپور جدوجہد کرتا رہا لیکن کامیابی نہ

ملی۔

”پیچھے ہٹو....!“ کہتے ہوئے جوزف نے اسے دھکا دیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

پھر جھلاہٹ میں اس نے اپنے ہو لشر پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ جوزف کے بغلی ہو لشر سے

یوالتور نکل آیا۔ باڈی گارڈ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔!

”ہم جھگڑا نہیں کرنا....!“ جوزف نرم لہجے میں بولا۔ ”جب ہمارا آڈی آئے گا تب ٹم ہاٹ

نیچے گرائے گا۔“

باڈی گارڈ ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

جوزف اسے بتانے لگا کہ وہ بھی ایک بہت بڑے آدمی کا باڈی گارڈ ہی ہے لہذا اسے اس

حالتے میں اپنی توہین محسوس نہ کرنی چاہئے۔!

”اچھی بات ہے....!“ باڈی گارڈ نے طویل سانس لے کر کہا۔ ”تم اپنا یوالتور ہو لشر میں

لکھ لو میں تمہارے آدمی کا انتظار کروں گا۔“

جوزف نے ریوالور ہو لستر میں رکھ لیا اور باڈی گارڈ نے ہاتھ گرا دیئے۔ اس وقت اس کا ہونفوں کا سالگ رہا تھا۔ وہ چپ چاپ جیب میں جا بیٹھا۔
دس پندرہ منٹ بعد پھر کسی گاڑی کی آواز سنائی دی.... اس بار تو ریر اور صفدر ہی تھے۔
خاکی رنگ کی جیب چھول داریوں کے قریب آرکی....!
”کہاں ہیں تمہارے باس....!“ صفدر نے جوزف سے پوچھا!
جوزف نے اسی چھول داری کی طرف اشارہ کر دیا جس میں عمران داخل ہوا تھا۔
لیکن چھول داری کا پردہ ہٹانے پر معلوم ہوا کہ وہ دوسری طرف سے نکل گیا تھا....! کیونکہ
ادھر کے پردوں کے بند کھلے ہوئے تھے۔

”پتہ نہیں کیا کرتا پھر رہا ہے....!“ تو ریر دانت پیس کر بولا۔
پھر وہ چھول داریاں اکھاڑنے لگے تھے....! صفدر نے جوزف کو مخاطب کر کے کہا۔ ”وہ
اُن کے لئے جھیل میں جال ڈالے جا رہے تھے۔!“

”کک.... کیوں....!“
”لوگوں کا خیال ہے کہ ڈوب مرا....!“ تو ریر نے زہر پلے لہجے میں کہا۔
جوزف ہنسنے لگا.... پھر بولا.... ”لیکن مسٹر ہم جائیں گے کہاں....!“
”بستی میں کئی ہوٹل ہیں....!“ صفدر نے جواب دیا۔!



جھیل کے اس گھاٹ پر خاصی بھیڑ تھی جہاں عمران کی چھول داری نصب تھی.... ڈوبنے والے کی لاش کی دستیابی کے لئے کوششیں جاری تھیں۔ جاوید اور اس کے ساتھیوں کے چہرے اتر گئے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے احمق ان کا کوئی قریبی عزیز رہا ہو۔
پردین تو شاید کچھ دیر پہلے روتی رہی تھی.... اس کی آنکھیں متورم اور سرخ تھیں۔
اچانک کسی نے چیخ کر کہا۔ ”وہ رہا.... وہ رہا....!“
لاش پانی پر چت تیرتی ہوئی کنارے کی طرف آرہی تھی۔!
”افسوس.... افسوس....!“ کئی آوازیں فضا میں ابھریں۔
قریب پہنچ کر لاش نے پھر غوطہ کھلایا اور سیدھی ہو کر خشکی پر چڑھ آئی۔

”ارے.... ارے....!“ بے شمار تھیرزدہ آوازوں نے اس کا استقبال کیا۔
پردین کے قہقہوں میں آنسو بھی شامل تھے!
”یہ کیا حرکت تھی....!“ اور سیر حلق پھاڑ کر دہاڑا۔
”جھیلوں کو پوری طرح معلوم ہو گیا ہے کہ میں یہاں موجود ہوں....!“ احمق نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ ”نہ جانے کدھر سنگ گئیں۔!“
”میں پوچھ رہا ہوں....!“
”آپ براہ کرم خاموش رہئے....!“ جاوید نے آگے بڑھ کر اور سیر سے کہا۔ ”جھیل میں تیراکی پر کوئی پابندی نہیں....!“
اچانک اس گھاٹ پر موجود سب ہی آدمیوں نے عمران کی طرف سے بولنا شروع کر دیا اور جھیل کے نگران عملے کی آواز گھٹ کر رہ گئی۔!
اور سیر نے حالات کا رخ بدلتے دیکھ کر وہاں سے ٹل ہی جانے میں عافیت سمجھی۔!
”آپ بہت تھک گئے ہوں گے....!“ جاوید نے احمق کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا۔!
وہ کچھ نہ بولا۔ پردین خاموشی سے اسے دیکھے جارہی تھی۔
احق بھی بالکل خاموش تھا....! دفعتاً اس نے چونک کر کہا۔
”میرا رڈ کہاں ہے....!“
”ہم نے احتیاط سے رکھ دیا ہے آپ مطمئن رہئے....!“ جاوید بولا۔
”اور اب تو آپ ہمارے مہمان ہیں.... ہمارے ساتھ ہی چلیں گے۔!“
”کک.... کہاں....!“
”ہمارے گھر.... اگر آپ یہاں رہے تو اور سیر ضرور پریشان کرے گا۔!“
”میں اسے بغل میں دبا کر جھیل میں کود جاؤں گا۔!“
”آپ نہیں جانتے.... وہ اچھا آدمی نہیں ہے....!“
”ہم اس سے کہہ چکے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ ہیں....!“ پردین بولی۔
”یہ تو بہت بُرا ہوا۔!“ احمق بڑبڑایا۔
”کیوں....؟“

”میں خود کو ہر وقت تنہا اور لاوارث محسوس کرنا چاہتا ہوں۔“

”دیکھئے جناب..... آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہی پڑے گا۔“

”اگر آپ زبردستی کریں گے تو مجبور ہو جاؤں گا۔“

”زبردستی ہی سمجھ لیجئے۔“

”آپ کے یہاں موگ کی دال تو نہیں کھائی جاتی۔“

”کبھی کبھی.....“ جاوید ہنس کر بولا۔

”میں اس سے الگ ہوں..... لہذا معاف کر دیجئے۔“

جاوید نے اپنے ملازموں کو اس کا سامان اکٹھا کر کے گاڑیوں تک پہنچانے کی ہدایت دی ہی تھی کہ اور سیر پھر آ پہنچا اس کے ساتھ اس بار دس بارہ بٹے کئے آدمی تھے اور کوئی بھی صورت سے رحم دل نہیں معلوم ہوتا تھا۔

”تمہیں ہمارے ساتھ چلنا پڑے گا.....!“ اس نے احمق کو للکارا۔

جاوید کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا..... اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اور سیر پر جھپٹ پڑے گا۔

دفعتاً احمق نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ”اب تم دخل نہ دو.....! صاحب غصے میں معلوم ہوتے ہیں۔“

مجھے ان کے ساتھ جانا ہی پڑے گا۔“

”یہ ناممکن ہے آپ ہمارے مہمان ہیں! ہماری عزت کا سوال ہے۔“ جاوید اسی پر الٹ پڑا۔

”نہیں اور سور صاحب آپ مجھے لے چلے.....!“ احمق نے انداز میں کہا گیا۔

پھر اور سور پر جو قبضہ پڑا ہے تو احمق کبھی بوکھلا کر اپنا منہ دبا تا اور کبھی دونوں ہاتھوں سے گال پیٹنے لگتا تھا۔

”پکڑ لو.....!“ اور سیر اپنے آدمیوں کی طرف مڑ کر دھاڑا۔

”اب میں واقعی جان دے دوں گا.....!“ احمق نے پھر پانی میں چھلانگ لگا دیے کی دھمکی

دیتے ہوئے کہا۔

وہ سب اس کی طرف جھپٹے اور احمق انہیں جھکائی دے کر سیدھا اپنی چھو لداری میں جا گھسا!

وہ ادھر مڑے قریب پہنچے ہی تھے کہ چھو لداری اکھڑ کر ان پر جا پڑی ساتھ ہی احمق نے چھو لداری پر چھلانگ لگائی اور چیخنے لگا۔

”ہاں..... ہاں..... مار ڈالو..... مجھے لوٹ لو.....!“

وہ کبھی ایک دوسرے پر ڈھیر ہوتے چلے گئے تھے.....! اور سیر ہکا بکا کھڑا رہ گیا!

احق بڑی تیزی سے اٹھ کر اس کی طرف جھپٹا اور قریب پہنچ کر بڑے ادب سے بولا۔

”آپ خود پکڑ لے چلے..... مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا..... کیونکہ آپ کی آنکھیں بڑی

خوبصورت ہیں۔“

اور سیر بے بسی سے ہنسنے لگا..... اس میں کسی قدر جھینپ بھی شامل تھی۔

”رہنے دو.....!“ اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں سے کہا جو چھو لداری کے نیچے سے

کل آنے کی جدوجہد کر رہے تھے پھر احمق سے بولا۔ ”کیا تم سچ پچا گل ہو۔“

”میرے باپ نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے.....؟“ احمق نے گلوگیر آواز میں کہا۔

”اچھا تو پھر میرا مہمان بننا قبول کر لو.....!“ اور سیر کے لہجے میں بھی اس بار نرمی تھی۔

احق نے مڑ کر جاوید کی طرف دیکھا۔

جاوید آگے بڑھ کر بولا۔ ”یہ ناممکن ہے! یہ پہلے سے میرے مہمان ہیں.....!“

اور سیر نے اسے نظر انداز کر کے عمر ان سے کہا۔ ”میرے مہمان بنو یا جیل جانے کے لئے

رہو۔“

”اب بتائیے بھائی صاحب.....!“ احمق جاوید کی طرف دیکھ کر گڑ گڑایا۔

”آپ میرے مہمان ہیں میں کچھ نہیں جانتا.....!“

”اچھا تو جناب آپ مجھے قتل کر دیجئے.....!“ احمق نے اور سیر سے کہا اور جاوید کی طرف

دیکھ کر بولا۔ ”پھر آپ ان کے دس مہمانوں کو قتل کر دیجئے گا..... مجھے ذرہ برابر بھی پرواہ نہ

وگی۔“

ایک بار پھر سب ہنس پڑے..... صرف اور سیر اور جاوید دونوں ایک دوسرے کو خون خوار

مردوں سے گھورے جا رہے تھے۔

”اب آپ بتائیے میں کیا کروں.....!“ دفعتاً احمق پروین سے پوچھ بیٹھا۔

”جیل چلے جائیے.....!“ وہ مسکرا کر بولی۔

”ہاں یہ ٹھیک ہے.....!“ احمق نے سعادت مندانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔ ”ایسے مہمان کو

کل ہی جانا چاہئے..... چلے جناب لے چلے.....! مگر نہیں..... ٹھہریے ایک میزبان میرا سامان

اپنے ساتھ لے جائے اور دوسرا مجھے.... واہ کیا ترکیب سمجھ میں آئی ہے۔!“
وہ جاوید کی طرف مڑ کر بائیں آنکھ دباتا ہوا مسکرایا۔

”کپڑے تو پہن لو....!“ اور سیر بولا۔

”ناممکن....! جو بات زبان سے نکل گئی نکل گئی.... جو میں اپنے اس میزبان کے سپرد کر چکا

اسے واپس نہیں لے سکتا....! آپ کے ساتھ تو یونہی چلوں گا۔!“

”تم آدمیوں کی طرح بات کیوں نہیں کرتے....!“ اور سیر پھر جھلا گیا۔

”تو کیا لنگوٹی بھی اسی میزبان کے حوالے کر دوں....!“

”اب میں سچ بچ پڑا کر لے چلوں گا.... سامان سمیت....!“

”مانا....!“ احمق نے جاوید کی طرف مڑ کر ہاتھ ہلایا اور جھپاک سے جھیل میں جھلانگ

لگادی۔!

”دیکھو....!“ اور سیر اپنے آدمیوں کی طرف دیکھ کر دھاڑا اور ان میں سے تین کپڑوں

سمیت ہی جھیل میں کود گئے....!

پروین کی چچی نے جاوید کو اشارے سے اپنے پاس بلایا اور بولیں۔ ”تم اس کا سامان واپس اپنے

ساتھ ہرگز نہ لے چلنا....!“

”آخر کیوں آنٹی....!“ پروین بول پڑی۔

”تم خاموش رہو....! جاوید میاں نے اگر میرا کہنا نہ مانا تو بڑی مشکل میں پڑیں گے۔!“

”آپ فکر نہ کریں.... میں جانتا ہوں کہ کیا کر رہا ہوں۔!“

اور سیر کے وہ آدمی جو پانی میں کودے تھے ادھر ادھر ہاتھ پیر مارتے رہے لیکن احمق کا

سر اُغ نہ مل سکا۔!

آخر کار اور سیر نے جاوید کو گھونہ دکھا کر کہا ”تم شوق سے اس کا سامان لے جاؤ.... لیکن

اب شاید ہی شیخ صاحب کے گھرانے کو سکون نصیب ہو سکے۔!“

جاوید نے لا پرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔

شام ہونے سے پہلے پہلے جاوید کے ساتھی بستی میں پہنچ گئے تھے۔

پروین کی چچی نے جاتے ہی شیخ صاحب کو ان حالات سے آگاہ کر دیا اور وہ جاوید پر س پڑے۔

”یہ کیا کیا تم نے....!“

”میں اسے کہیں اور ٹھہرا دوں گا....! ضروری نہیں کہ وہ اسی گھر میں قیام کرے....!“

”جاوید تم نہیں سمجھ سکتے کہ میں آج کل کتنا پریشان ہوں.... تم نے یہ خواہ خواہ کا بکھیرا

کر دیا۔!“

”آپ کیوں پریشان ہیں مجھے بھی تو بتائیے....!“

”کچھ نہیں.... جو دل چاہے کرو....!“ شیخ صاحب نے کہا اور وہاں سے چلے گئے....!

”دیکھا تم نے....!“ پروین کی چچی نے جاوید کو مخاطب کر کے کہا۔!

جاوید کچھ نہ بولا۔ قریباً سات بجے ایک ملازم نے جاوید کو کسی کمبل پوش کی آمد کی اطلاع دی۔!

”کمبل پوش....!“ جاوید نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

”کہیں وہی نہ ہو....!“ پروین اٹھتی ہوئی بولی۔

وہ اس وقت کیرم کھیل رہے تھے....! ان کے پارٹنرز کو ان کا اس طرح اٹھ جانا کھل گیا تھا

لیکن وہ خاموش رہے۔! جاوید اور پروین باہر آئے تھے برآمدے کے نیچے ایک کمبل پوش کھڑا نظر

آیا اس کے چہرے پر روشنی نہیں پڑی تھی اس لئے فوری طور پر پہچانا نہ جاسکا....!

”فرمائیے....!“ جاوید نے برآمدے ہی میں کھڑے کھڑے پوچھا۔!

”کمبل خیراتی ہے....! آپ لوگ کھانا کھلوادیتے....!“ کمبل پوش نے کہا اور جاوید تہقہہ مار

کر اس سے لپٹ گیا۔!

”آپ نے میری لاج رکھ لی....!“ وہ اس سے بولا۔ ”چلے اندر چلے.... میں نے آپ کے

لئے الگ کمرے کا انتظام کیا ہے۔!“

وہ اسے اندر لایا اور پروین سے بولا! ”آپ وہیں چلے میں انہیں کمرے تک پہنچا کر آتا ہوں۔!“

پھر وہ کمرے میں پہنچے ہی تھے کہ شیخ صاحب دوسرے دروازے میں کھڑے نظر آئے۔

وہ احمق کو گھورے جا رہے تھے دفعتاً انہوں نے جاوید سے کہا ”تم نے تو کہا تھا کہ تم انہیں

کہیں اور ٹھہراؤ گے۔!“

احمق نے جھک کر انہیں سلام کیا اور جاوید سے بولا۔ ”یہ غالباً آپ کے والد صاحب ہیں۔!“

”جج....! چچا صاحب....!“

”ایک ہی بات ہے.... اچھا اب آپ آرام کیجئے....!“ احمق نے اس کا شانہ تھپک کر کہا۔

”میں ذرا پچا کو اپنی دکھ بھری کہانی سنانا چاہتا ہوں....!“

جاوید نے متحیرانہ انداز میں شیخ صاحب کی طرف دیکھا جو خود بھی حیرت سے کبل پوش کو دیکھے جا رہے تھے۔

”ان سے کہئے.... کہ یہ جا کر آرام کریں....!“ احمق نے شیخ صاحب سے کہا اور وہ چونک کر بولے۔ ”ہاں.... ہاں.... جاؤ....!“

جاوید غیر ارادی طور پر کمرے سے نکل گیا اور مڑ کر دیکھا تو احمق دروازہ بند کرتا ہوا نظر آیا.... وہ جاوید کو آنکھ مار کر مسکرایا بھی تھا۔

جاوید جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا.... اس کی آنکھوں میں فکر مندی کے آثار تھے۔

بند دروازے کو گھورے جا رہا تھا پھر بے آواز چلتا ہوا دروازے کے قریب آیا اور دم سادھ کر ان کی گفتگو سننے کی کوشش کرتا رہا.... لیکن اسے حیرت ہوئی اندر سے کسی قسم کی بھی آواز نہیں آرہی تھی۔



جاوید پھر اسی کمرے میں واپس آیا جہاں وہ لوگ کیرم کھیل رہے تھے! کھیل دوبارہ شروع ہوا لیکن جاوید کا دماغ اسی معاملے میں الجھا رہا وہ قریباً پانچ منٹ تک احمق والے کمرے کے دروازے پر کھڑا رہا تھا لیکن اندر سے کسی کی بھی آواز نہیں سنائی دی تھی.... اس کا خیال تھا کہ شیخ صاحب گفتگو کے اختتام پر اس کمرے میں ضرور آئیں گے۔

آدھا گھنٹہ گزر گیا.... لیکن حالات میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی.... پروین کی چچی بھی اسی کمرے میں موجود تھیں اس لئے احمق کا تذکرہ بھی نہ ہو سکا....! پروین نے پہلے ہی کبل پوش سے متعلق اپنی لاعلمی ظاہر کر دی تھی لہذا جاوید سے کسی نے بھی اس کے بارے میں نہیں پوچھا تھا۔ جاوید بے چینی محسوس کر رہا تھا! اتنے میں ایک ملازم نے آکر اطلاع دی کہ کھانے کی میز پر ان کا انتظار ہو رہا ہے....! وہ اٹھ گئے۔

پھر جیسے ہی ڈائننگ روم میں داخل ہوئے، پروین کی چچی ”ارے“ کہہ کر ٹھٹھک گئیں۔

میز پر شیخ صاحب کے ساتھ احمق بھی موجود تھا اور شیخ صاحب کی بڑی لڑکی عالیہ اس سے

ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی اور خلاف معمول شیخ صاحب کا چہرہ بھی کھلا ہوا تھا۔

”آئیے.... آئیے....!“ شیخ صاحب اٹھتے ہوئے بولے۔ ”ارے جاوید.... یہ عمران

صاحب تو بڑے دلچسپ آدمی ہیں.... ان سے مل کر بے حد خوشی ہوئی۔“

جاوید نے مڑ کر پروین کی چچی کی طرف دیکھا جن کے چہرے پر ناخوش گوار اثرات تھے۔!

وہ سب جھٹھ گئے اور عالیہ نے جاوید سے کہا۔ ”اس دوران میں میری معلومات بہت وسیع

ہو گئی ہیں.... آپ کے یہ مہمان بڑی قیمتی اطلاعات فراہم کرتے ہیں۔“

”مجھے خوشی ہے کہ میری دریافت آپ لوگوں کے لئے باعث زحمت نہیں بنی....!“ جاوید

ہنس کر بولا۔

کھانے کے دوران میں احمق تو خاموش رہا اور عالیہ انہیں بتاتی رہی کہ کس طرح اس کی

معلومات میں اچانک گراں قدر اضافہ ہوا ہے۔ ”مثال کے طور پر....!“ وہ ہنستی ہوئی بولی!

”عمران صاحب کا خیال ہے کہ چاند کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے.... غلاء باز نہ جانے کہاں

جا کر واپس چلے آتے ہیں۔!“

”کیوں جناب....!“ جاوید نے عمران کو مخاطب کیا....!

عمران نے احمقانہ سنجیدگی کے ساتھ سر کو جنبش دی۔!

”کیا آپ اس کے لئے کوئی دلیل رکھتے ہیں....!“

”اس وقت تو کوئی دلیل نہیں رکھتا....!“

”کیا مطلب....!“

”جس وقت میں نے یہ بات کہی تھی بے چوں و چرا تسلیم کر لی گئی تھی۔ دس پندرہ منٹ گزر

جانے کے بعد دلیل بھی غائب....!“

وقت قہقہوں میں گزر رہا تھا.... کھانے کے بعد جب سب اٹھ گئے تو عالیہ نے جاوید کو ایک

طرف لے جا کر کہا۔ ”یہ آخر ہے کیا بلا جس نے ابا جان جیسے سنجیدہ آدمی کو بچوں کی طرح گھٹنوں

کے بل چلنے پر مجبور کر دیا....!“

”کیا مطلب....!“

”یہاں آنے سے پہلے میں نے انہیں سروئٹس کو ارٹر کے قریب گھٹنوں کے بل چلتے دیکھا تھا۔!“

”اوہ.....!“ جاوید کسی سوچ میں پڑ گیا.....!

ڈانٹنگ روم میں اب ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا.....!

”صورت سے تو بالکل احمق معلوم ہوتا ہے..... اور باتوں سے کبھی کبھی اتنا عقل مند معلوم ہونے لگتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے!“ عالیہ بولی۔

”مم..... میں دراصل اس سے مچھلیاں پکڑنے کا فن سیکھنا چاہتا ہوں اور پھر اگر داؤد بیک سے جھڑپ نہ ہوئی ہوتی تو شاید میں اسے مہمان نہ بناتا.....!“

”وہ لوگ تو بہانے ڈھونڈتے رہتے ہیں!“

”خیر..... لیکن تم نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے.....!“ جاوید نے طویل سانس لے کر کہا!

”الجھن کی بات ہی ہے تصور نہیں کیا جاسکتا کہ اباجان کسی بھی مرحلے پر غیر سنجیدہ ہو جائیں!“

”مگر اندھیرے میں تم نے انہیں پہچانا کیونکر.....!“

”اوہ..... گفتگو بھی تو کئے جارہے تھے دونوں.....!“

”کس قسم کی گفتگو کر رہے تھے دونوں.....!“

”یہ بتانا دشوار ہے.....! میں نے ان کی آوازیں سنی تھیں!“

”اچھی بات ہے میں دیکھتا ہوں.....!“ جاوید نے کہا اور ڈانٹنگ روم سے نکل کر عمران کے کمرے کی طرف چل پڑا۔

دروازے پر رک کر دستک دی۔!

”کون ہے!“ اندر سے آواز آئی۔ ”ٹٹ..... ٹٹ.....! ذرا یہ پاجامہ مجھے پہن رہا ہے۔!“

اس کے بعد دروازہ کھلنے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی۔!

”پاجامہ پہن چکا آپ کو.....!“ جاوید نے ہنس کر پوچھا۔

”بغیر کمر بند کا ہو تو آدمی ہی کو پہنتا ہے.....!“

”ارے تو آپ نے کمر بند کے لئے کہا کیوں نہیں.....!“

”میں اس کا قائل نہیں کہ پاجامہ مہمان کا اور کمر بند میزبان کا.....!“

”چچا جان آپ پر مہربان کیونکر ہوئے.....!“

”چچا جان اور مہربان..... واہ..... شعر کہا جاسکتا ہے.....!“

”نہیں بتائیے.....! پروین کی چچی نے تو انہیں آپ کے خلاف بھڑکایا تھا۔!“

”چچا آپ کے اور چچی پروین کی.....!“

”بات اڑانے کی کوشش نہ کیجئے.....!“

”مجھ پر عورتوں کے علاوہ اور ہر ایک کو رحم آجاتا ہے.....!“

”آپ اور انکل اس وقت کہاں گئے تھے.....!“

”وہ مجھے اپنا پائیں باغ دکھانے لے گئے تھے.....!“

”اندھیرے میں.....!“

”اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا ہوں..... یہی تو میری اسپیشلٹی ہے.....!“

”آپ پتہ نہیں کیا چیز ہیں اب تو آپ سے خوف معلوم ہونے لگا ہے۔!“

”کیوں.....؟“

”پتہ نہیں.....!“

”تو پھر اٹھاؤں سامان اپنا..... کیا نام تھا اور سیر صاحب کا..... داؤد بیک.....!“

”یہ تو کسی طرح بھی ممکن نہیں..... اگر آپ کالے سانپ بھی ثابت ہوئے تو ہمیں برداشت کرنا ہی پڑے گا۔!“

”ہوں تو پروین کی چچی نے میری مخالفت کی تھی.....!“

”ہاں..... وہ یونہی جلتی کڑھتی رہتی ہیں ذرا اسی بات پر.....!“

”اچھا تو چلو انہیں جلائیں.....!“

”آخر کیوں.....؟“

”پھر کیا کریں..... کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی چاہئے.....!“ عمران نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔ ”یہاں کوئی تفریح کی جگہ تو نہیں معلوم ہوتی۔!“

”کئی اچھے ہوٹل ہیں..... آپ کیا سمجھتے ہیں ہماری بستی کو.....!“

”تو پھر لباس تبدیل کروں.....!“ عمران نے چمک کر پوچھا۔!

”بالکل.....!“

پھر بڑی پھرتی سے اٹھا تھا اور اپنے پیچھے والی میز کے ایک آدمی پر ٹوٹ پڑا تھا!

وہ ”ارے.... ارے....!“ ہی کرتا رہ گیا....!

چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے.... نجیب کے ہاتھوں پٹنے والا فرش پر چت پڑا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا!

ہوٹل کے منیجر کی حالت قابل دید تھی....! شاید وہ بھی نجیب سے خائف تھا....! اسی لئے کسی قسم کی باز پرس کے بغیر پٹنے والے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ کسی نے بھی نجیب سے کچھ پوچھنے کی زحمت گوارہ نہ کی اور نجیب بھی اس کی طرف مزید توجہ دیئے بغیر زینوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہیڈ ویئر پٹنے والے کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔!

”آخر بات کیا تھی....!“ منیجر نے ہیڈ ویئر سے پوچھا۔

نجیب اب ڈائمنگ ہال میں موجود نہیں تھا۔

”صاحب....!“ ہیڈ ویئر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ ”انداز سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ

ان صاحب کے پیر سے الجھ کر خان صاحب گرے ہوں گے۔!“

”خان صاحب....!“ منیجر نے مٹھیاں بھینچ کر ٹھنڈی سانس لی۔

پٹنے والا اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس طرح بار بار آنکھیں پھاڑنے لگتا تھا جیسے کچھ بھائی نہ دے رہا ہو۔!

”کیا میں آپ کو اٹھاؤں جناب....!“ ہیڈ ویئر نے جھک کر آہستہ سے پوچھا!

وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہیڈ ویئر کو دیکھنے لگا۔

”اٹھاؤ.... اور میرے دفتر میں لے چلو....!“ منیجر بولا۔

کچھ لوگ ابھی وہیں کھڑے تھے اور کچھ اپنی میزوں پر واپس چلے گئے تھے.... موضوع گفتگو

نجیب خان ہی تھا۔



جاوید پر بوکھلاہٹ طاری تھی.... اور عمران احقرانہ انداز میں پٹے ہوئے آدمی کی لڑکھرائی

چال دیکھے جا رہا تھا۔ ہیڈ ویئر اسے سہارا دے کر منیجر کے کمرے کی طرف لے چلا تھا۔



نجیب خان گل کدہ کے ڈائمنگ ہال میں کسی کا منتظر تھا! یہ یہاں کا سب سے اچھا ہانڈی ہوٹل تھا۔ غیر ملکی سیاح زیادہ تر یہیں قیام کرتے تھے۔

یہاں کا نظم و نسق جدید تقاضوں کے عین مطابق تھا۔ میزوں پر خوش رو لڑکیاں سرو کرتی تھیں اور ہیڈ ویئر ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی تھا۔ نجیب خان نے اسے اشارے سے بلایا۔

ہیڈ ویئر اس اشارے پر خوف زدہ سا ہو کر اس کی طرف بڑھا تھا۔!

”جناب عالی....!“ قریب پہنچ کر وہ تعظیماً جھکا....!

”سنہرے بالوں والی لڑکی کہاں ہے....!“

”جج.... جی.... وہ....!“ ہیڈ ویئر چاروں طرف دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا!

”پتہ نہیں.... شش شاید.... وہ آج چھٹی پر ہے....!“

”کیا اپنے کمرے میں موجود ہے....!“

”معلوم نہیں جناب....!“

”معلوم کراؤ....!“

ہیڈ ویئر ڈائمنگ ہال سے چلا گیا۔

یہاں کے ملازمین نجیب خان سے بہت زیادہ مرعوب معلوم ہوتے تھے۔! سرو کرنے والی لڑکیاں اسے سبھی ہوئی نظروں سے دیکھتیں۔

تھوڑی دیر بعد ہیڈ ویئر واپس آیا.... اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔!

”وہ کہہ رہی ہے کہ میں کسی سے بھی نہیں ملنا چاہتی....! دروازہ ہی نہیں کھولتی....!“ اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔

”کیا تم نے میرا نام نہیں لیا....!“ نجیب آہستہ سے غرایا۔

”لیا تھا جناب....!“

”اچھا....!“ نجیب اٹھتا ہوا بولا۔ ”میں خود دیکھتا ہوں۔!“

ہیڈ ویئر پیچھے ہٹ گیا۔ نجیب خان میزوں کے درمیان سے گذرتا ہوا بالائی منزل کے زینوں کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک منہ کے بل گر پڑا۔

”یہ..... یہ..... کک..... کیا کیا آپ نے.....!“ جاوید نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا!
”میں نے..... کیا مطلب.....!“

”آپ نے ٹانگ ماری تھی..... وہ بیچارہ خواہ مخواہ پٹ گیا!“
”اچھا تو کیا اب تم مجھے پٹوانے کا ارادہ رکھتے ہو.....!“

”اب اٹھیے..... اس کی نظر مجھ پر نہیں پڑی تھی..... ورنہ وہ ادھر ہی کا رخ کرتا.....!“
”کیا مطلب.....!“

”داؤد بیگ اس کے مصاحبوں میں سے ہے..... اس لئے یہ بھی ہمارے خاندان سے دشمنی رکھتا ہے!“

”ہے کون.....؟“

”نجیب خان..... جنگلات کا ٹھیکیدار اور سرکش آدمی ہے شرفا اس سے ڈرتے ہیں.....! بے حد بارسوخ بھی ہے مگر یہ بتائیے آپ نے اسے ٹانگ کیوں ماری تھی!“

”وہم ہے تمہارا ایسی کوئی بات نہیں ہوئی.....!“

”آپ نے دیکھا کہ منیجر بھی دم دبا کر چلا گیا.....؟“

”کیا اس کے خلاف قانونی کارروائی کرنے والا یہاں کوئی نہیں.....؟“

”مقامی حکام اس کی مٹھی میں ہیں.....!“

”ماروں پھر.....!“

”کیا مطلب.....!“

”اگر میری کسی غلطی کی بناء پر وہ بیچارہ پٹا ہے تو پھر میرا فرض ہے کہ میں نجیب خان کو ضرور ماروں!“

”بس بس.....! زیادہ تیزی دکھانے کی ضرورت نہیں..... بستی کے بہت بڑے بڑے بدعاش اس کے نام سے کانپتے ہیں!“

”اچھا تو اب تم چپ چاپ گھر جاؤ.....!“

”کیا مطلب.....!“

”یار تمہارے مطلب سے تو میں تنگ آ گیا ہوں.....! وہ..... دیکھو وہ واپس آ رہا ہے!“

جاوید چونک کر زینوں کی طرف متوجہ ہو گیا.....! نجیب خان کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی..... سنہرے بالوں والی ایک خوب صورت لڑکی لیکن وہ بے حد خائف نظر آرہی تھی.....! وہ اسے لئے باہر نکلا چلا گیا!

”اٹھو.....!“ عمران نے جاوید سے کہا۔

جاوید اٹھ گیا..... لیکن اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے.....! وہ باہر نکلے۔

نجیب خان لڑکی کو ایک ٹرک کی طرف لئے جا رہا تھا..... باہر زیادہ روشنی نہیں تھی۔

ٹرک اندھیرے ہی میں کھڑا تھا.....! تاروں کی چھاؤں میں ان دونوں کی دھندلی پرچھائیاں سی نظر آرہی تھیں۔ پھر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئے اور انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔

”جلدی کرو..... ہمیں بھی ٹرک پر سوار ہونا ہے!“ عمران نے کہا اور جاوید کا ہاتھ پکڑ کر

دوڑنے لگا۔

جاوید کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے.....! بس وہ دوڑتا رہا اور جیسے ہی ٹرک

حرکت میں آیا وہ بھی عمران ہی کی طرح چھلانگ مار کر ٹرک کے پچھلے حصہ پر چڑھ گیا۔

”لیٹ جاؤ.....!“ عمران آہستہ سے بولا۔ ”میں تمہیں بتاؤں گا کہ تاروں بھرا آسمان کبھی

کبھی کتنا بھلا لگتا ہے!“

”پتہ نہیں آپ کس مصیبت میں پھنسانے والے ہیں!“

”میں سمجھا تھا کہ تم ایک نڈر اور ایڈونچر کے شائق نوجوان ہو.....!“

”آخر یہ کس قسم کا ایڈونچر ہے.....!“

”ارے تم نے دیکھا نہیں کہ وہ ایک لڑکی کو لے جا رہا ہے اور لڑکی خائف نظر آتی ہے!“

”لاحول ولاقوة.....!“

”موقع نہیں ہے! ورنہ میں بھاگ جاتا.....!“

”میں نہیں سمجھا.....!“

”لاحول ولاقوة تھی تم نے.....!“

”سنئے جناب.....! یہ کوئی ایسی انوکھی بات نہیں ہے.....! گل کدہ کی لڑکیاں لوگوں کے

ساتھ باہر بھی جاتی ہیں!“

”یہی تو دیکھنا ہے کہ باہر جا کر کیا کرتی ہیں....!“

”آپ نہیں جانتے....!“ جاوید جھنجھلا کر بولا۔

”قسم لے لو....!“

”لا حول ولا قوۃ....!“

”اب پڑھی لا حول تو نیچے چھلانگ لگا دوں گا۔!“

پھر وہ خاموش ہو گئے....! جاوید جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہو گیا تھا۔ پتہ نہیں اب کیا حشر ہو....

وہ سوچ رہا تھا بات بڑھنے پر شیخ صاحب تک نہ جا بیچے۔!

ٹرک شور مچاتا آڑے تریچھے پہاڑی راستوں پر دوڑا جا رہا تھا سناٹے میں اس کی آواز معمول

سے کچھ زیادہ ہی محسوس ہو رہی تھی۔!

دفعتاً ٹرک کی رفتار کم ہونے لگی اور عمران نے جاوید سے کہا۔ ”جب تک میں اٹھنے کو نہ کہوں

اسی طرح لیٹے رہنا۔!“

آخر کار ٹرک رک گیا.... لیکن انجن بند نہیں کیا گیا تھا۔ پھر انہوں نے نجیب خان کی آواز

سنی جو کسی سے کہہ رہا تھا! ”بیچھے بیٹھ جاؤ۔!“

”اٹھو....!“ عمران نے جاوید کو جھنجھوڑ کر کہا۔! ”اسی طرح بیٹھ جاؤ جیسے اسی کے بٹھائے

ہوئے ہیں۔!“

جاوید نے بڑی پھرتی دکھائی.... دو آدمی ٹرک پر چڑھ آئے.... اندھیرے میں ان کی

شکلیں توند دکھائی دیں.... البتہ ان کے ہاتھوں میں رافٹلیں صاف پہچانی جاسکتی تھیں۔

نو وارد ان سے کسی قدر الگ ہٹ کر بیٹھ گئے.... اور ایک نے اونچی آواز میں کہا ”بیٹھ

گئے۔!“

ٹرک دوبارہ حرکت میں آگیا.... نو وارد خاموش بیٹھے رہے....!

تھوڑی دیر بعد عمران کچھ ایسے انداز میں ان کی طرف جھکا جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو....

انہوں نے بھی جواباً اپنے سر آگے بڑھائے تھے! پھر جاوید نے دیکھا کہ دونوں کے سر ایک

دوسرے سے ٹکرائے اور عمران ان پر چڑھ بیٹھا۔!

جاوید دم بخود بیٹھا رہا....! اسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے دل اچھل کر حلق میں آچسپا ہو۔

اس کیفیت پر قابو پالینے سے پہلے ہی اس نے دیکھا کہ دونوں نو وارد لمبے لمبے لیٹ گئے ہیں۔!

عمران پھر اس کے قریب کھسک آیا۔

”ان کے کپڑے اتار کر ہمیں پہنانا ہے اور انہیں اپنے پہنانا ہے۔!“ عمران نے جاوید کے کان

سے منہ لگا کر کہا۔!

”یہ کیا کرتے پھر رہے ہیں آپ....!“

”جو کچھ کہہ رہا ہوں کرو.... ورنہ زحمت میں پڑ جاؤ گے....!“

یہ مرحلہ بھی بخیر و خوبی طے ہوا۔ نو واردوں کے پاس رافٹلوں کے علاوہ بڑی بڑی ٹارچیں

بھی تھیں۔!

”کیا یہ دونوں مر گئے....!“ جاوید نے پوچھا۔!

”ہم دونوں کو بھوت سمجھ کر فی الحال بے ہوش ہو گئے ہیں۔!“

”میں بھی بیہوش ہو جاؤں گا.... اگر آپ نے دو منٹ کے اندر اندر مجھے یقین نہ دلایا کہ

آپ بھوت نہیں ہیں....!“

”فکر نہ کرو....! میں نے تمہیں بھی بھوت بنا دیا ہے.... لہذا تم بے ہوش نہ ہو سکو گے۔!“

”شائد میری زندگی کی یہ آخری رات ہو....!“ جاوید نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔!

عمران کچھ نہ بولا۔

کچھ دیر بعد ٹرک پھر رکا تھا اور نجیب کی آواز سنائی دی تھی۔! ”اترو اور راستہ دکھاؤ....!“

عمران نے جاوید سے کہا۔ ”تم اپنی ٹارچ ہر گز نہ روشن کرنا....!“

کاندھوں سے رافٹلیں لٹکاتے ہوئے وہ نیچے اتر گئے۔!

نجیب بھی لڑکی سمیت نیچے ہی کھڑا ہوا ملا....! عمران نے ٹارچ ایسی پوزیشن میں روشن کی

تھی کہ روشنی خود ان دونوں کے چہروں پر نہ پڑ سکے۔! نجیب لڑکی کا بازو پکڑے ہوئے بائیں جانب

والے ایک درے میں داخل ہوا اور عمران کی ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتا رہا۔!

درہ زیادہ طویل نہیں تھا.... وہ پھر کھلے میں نکل آئے اور اس سفر کا اختتام ایک بڑے سے

جھوپڑے پر ہوا، جو لکڑی کے تنوں سے بنایا گیا تھا....!

”تم دونوں باہر ٹھہرو....!“ نجیب نے ان کی طرف مڑے بغیر کہا اور لڑکی سمیت

جھونپڑے میں چلا گیا۔!

چاروں طرف گھور اندھیرا تھا.... البتہ جھونپڑے کی کھڑکیوں سے ہلکی ہلکی روشنی پھوٹ رہی تھی.... غالباً اندر کیروسین لیمپ روشن تھا۔!

وہ دونوں پہرے داروں کے سے انداز میں دروازے پر جم گئے۔

دروازہ صرف بھیڑا گیا تھا! اندر سے بند نہیں کیا گیا تھا....!

”کہیں وہ دونوں ہوش میں آکر یہاں نہ آ پہنچیں....!“ جاوید نے آہستہ سے کہا۔

”ایک گھنٹہ سے پہلے ہوش میں نہ آسکیں گے.... فکر نہ کرو....!“ عمران بولا۔!

”اب زبان کھولو....!“ انہوں نے نجیب کی غراہٹ سنی۔

”میں کچھ نہیں جانتی....! جانتی ہوتی تو وہیں بتا دیتی.... مجھ پر رحم کیجئے....!“

”گل کدہ میں کب سے ہو....!“

”پندرہ دن سے زیادہ نہیں ہوئے....!“

”اس سے پہلے کہاں تھیں....!“

”سردار گڈھ میں....!“

”وہاں کیا کرتی تھیں....!“

”پڑھتی تھی.... یقین کیجئے....! میں ایک اچھے گھرانے کی فرد ہوں.... وہ ایک ایسی ہی

افتاد تھی جس نے اس حال کو پہنچا دیا....!“

”کالے آدمی کی بات کرو.... جن کے ساتھ کالا آدمی ہے وہ کون ہیں....؟“

”میں نے کسی کالے آدمی کو نہیں دیکھا....!“

”بکو اس مت کرو.... تم ان میں سے ایک کے کمرے میں بھی گئی تھیں۔!“

”کمرے میں گئی تھی.... اوہ.... وہ.... میرے اور میرے گھرانے کے ایک شناسا ہیں....

صفر صاحب....! اتفاقاً ان سے ملاقات ہو گئی.... وہ گل کدہ ہی میں مقیم ہیں اسی اچانک ملاقات

کی بناء پر میں خود کو بیمار بیمار سی محسوس کرنے لگی تھی۔!“

”کیوں بیمار محسوس کرنے لگی تھی....!“

”اب ایسے حالات سے دوچار ہوں کہ کسی شناسا کا سامنا نہیں کر سکتی....!“

”وہ کیا کرتا ہے....!“

”یہ میں نہیں جانتی....!“

”سچی بات....!“ ”نجیب غرایا....“ ”ورنہ جانتی ہو یہاں کیا حشر ہوگا تمہارا۔!“

”اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی....!“

”اچھی بات ہے اب تم دیکھو گی کہ تم پر کیا گذرتی ہے.... باہر بھی دو آدمی موجود ہیں۔!“

”رحم کیجئے مجھ پر....!“

”ناممکن....!“

”میں کس طرح یقین دلاؤں آپ کو....؟“

”کتنے دنوں بعد اس سے ملاقات ہوئی ہے۔!“

”سات آٹھ سال بعد.... کسی زمانے میں وہ ہمارے پڑوسی تھے۔!“

”اگر یہ بات غلط نکلی تو....!“

”جو چور کی سزا وہ میری....!“

”تم مجھے جانتی ہو....!“

”آپ کو کون نہیں جانتا....!“

”تمہاری صحیح سلامت واپسی کی صرف ایک ہی صورت ہے۔!“

”میری واپسی....!“ ”وہ رقت آمیز آواز میں بولی“ ”لیکن اب وہاں واپس نہیں جانا چاہتی....!

جس طرح لائی گئی ہوں اس کے بعد میں گل کدہ میں کسی سے بھی آنکھیں نہ ملا سکوں گی۔!“

”تو کیا تم نے خدا کی تلاش میں گھر سے باہر قدم نکالا تھا....؟“

”کسی طرح بھی نکلی ہوں.... لیکن گل کدہ کی دوسری لڑکیوں کی طرح نہیں ہوں....

صرف محنت سے اپنی روزی کماتی ہوں۔!“

”میں تمہیں بُرائی کے راستے پر تو نہیں ڈالنا چاہتا۔!“

”پھر آخر یہاں میری موجودگی کا کیا مطلب ہے....!“

”ایک اچھے کام میں میرا ہاتھ بٹاؤ....!“

”میں نہیں سمجھی....!“

”اپنے اس شناسا کے بارے میں معلومات فراہم کر کے مجھ تک پہنچاؤ لیکن اس پر یہ نہ ظاہر ہونے پائے کہ تم کسی دوسرے کے لئے معلومات حاصل کر رہی ہو!“

”کیا صفر صاحب نے وہاں سے میری روانگی نہ دیکھی ہوگی!“

”نہیں.... وہ لوگ اُس وقت گل کدہ میں موجود نہیں تھے.... اور پھر وہ ذاتی طور پر مجھے نہیں جانتا۔!“

”کیا.... وہ.... کوئی....!“

”سنو....! ہو سکتا ہے اٹھ سال پہلے وہ کوئی اچھا آدمی رہا ہو.... بُرائی تو بل بھر میں انسانی ذہن پر حادی ہو جاتی ہے مجھے شبہ ہے کہ وہ اسمگلروں کی کسی ٹولی سے تعلق رکھتا ہے۔ میں بدنام آدمی ضرور ہوں۔ لیکن کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس سے ملک و قوم کو نقصان پہنچے۔!“

”اگر یہ بات ہے تو میں ہر طرح حاضر ہوں....!“

”شاباش....! تم واقعی نیک لڑکی معلوم ہوتی ہو.... کیا نام ہے تمہارا....!“

”تہینہ....!“

”اچھا تو چلو، میں تمہیں واپس بھیج آؤں! میرا خیال تھا کہ تم بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتی ہو.... لیکن میں تمہاری آنکھوں میں معصومیت دیکھ رہا ہوں....!“

”بہت بہت شکریہ....! لیکن اب میں گل کدہ واپس نہیں جانا چاہتی۔!“

”پھر تم اس کے بارے میں معلومات کیسے فراہم کرو گی....!“

”میری سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں....!“

”چلو....! صرف تمہارے ضمیر کو مطمئن ہونا چاہئے۔!“

”کاش میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی....!“

”اب پیدا ہو گئی ہو تو جھگڑتوں گا....!“ عمران بڑبڑایا اور جاوید کو ہنسی آگئی۔

”رونے کا مقام ہے....! اتنی بڑی ہو جانے کے بعد کہہ رہی ہے کاش میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔!“

دفعاً اندر سے نجیب کی آواز آئی۔ ”اچھا.... چلو.... میں تمہیں پہنچا دوں....!“

وہ باہر نکلے اور نجیب نے روشنی دکھانے کو کہا۔!

جاوید سوچ رہا تھا کہ اب ضرور کوئی گڑبڑ ہوگی.... اگر ٹرک پر بیٹھ بھی گئے تو کہیں اسی جگہ نہ اتار دیئے جائیں جہاں سے وہ دونوں آدمی سوار ہوئے تھے۔ اگر ایسا ہوا تو پیدل چلتے چلتے دم لبوں پر آجائے گا۔ آخر اس احمق کو یہ کیا سوچھی تھی....؟

ٹرک کے قریب پہنچ کر نجیب نے ان سے کہا۔ ”تم لوگ جھوپڑے میں واپس جاؤ.... رات وہیں بسر کرنا....!“

عمران نے کھانسیوں کے درمیان بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”بہت بہتر....!“ اور جاوید کی کھوپڑی تاج کر رہ گئی۔!

انجمن اشارت ہوا اور ٹرک آہستہ آہستہ ریٹکنے لگا۔ واپسی کے لئے اس کا رخ موڑنا تھا۔ عمران جاوید کا بازو پکڑ کر اسے اندھیرے میں کھینچ لے گیا۔

پھر جیسے ہی ٹرک کا رخ بدلا وہ آہستہ سے بولا۔ ”بس اب احتیاط سے ٹرک پر چڑھ چلو....!“

جاوید بہت شدت سے بوکھلایا ہوا تھا....! ٹرک پر پہنچ کر جان میں جان آئی۔

دونوں بے ہوش آدمی اب بھی لمبے لمبے لیٹے ہوئے تھے۔!

”اب کیا صورت ہوگی....!“ جاوید نے عمران کے کان سے منہ لگا کر پوچھا۔

”بہت بد صورت ہوگی....! کیونکہ ان دونوں سے اپنے کپڑے واپس لینے پڑیں گے۔! سردی بڑھ گئی ہے.... ورنہ اپنے کپڑے پہن کر ان کے کپڑے سرہانے رکھ دیتے۔!“

جاوید نے طوعاً و کرہاً اپنے حصے میں آئے ہوئے آدمی کے جسم سے اپنے کپڑے اتارے تھے اور اس کے کپڑے اسے پہنائے تھے۔!

کچھ دیر بعد عمران نے اس سے کہا۔ ”بہت سی کے قریب والے موڑ پر تم اتر کر گھر کی راہ لینا۔!“

”اور آپ....!“

”میں نجیب خان کو اس لڑکی کے پیدا ہونے کا مزہ چکھاؤں گا....!“

”آخر مقصد کیا ہے....!“

”چھٹیاں اسی طرح گزارتا ہوں....!“

”آپ کو مہمان بنا کر میں نے سچ حاتم کی قبر پر لات ماری ہے۔!“

”حاتم نے مہمان کو گھوڑا ذبح کر کے کھلایا تھا گدھا نہیں۔!“

”اگر یہ دونوں ہوش میں آگئے تو کیا ہوگا....!“

”ہمارے پکڑے ہمارے جسموں پر موجود ہیں.... لہذا اب کیا پرواہ.... جس وقت چاہیں ہوش میں آجائیں....!“

جاوید نے زنج ہو کر خاموشی اختیار کر لی۔

عمران کچھ دیر بعد بولا۔ ”واپس آکر تمہیں چھٹی پکڑنے کی ترکیب بتاؤں گا۔!“

”موتی چور کے لٹو بھی لیتے آئیے گا....!“ جاوید نے بھنا کر کہا.... وہ سوچ رہا تھا کہ کجنت بچوں کی طرح بہلا رہا ہے۔! پتہ نہیں کیا مقصد ہے ان سب حرکتوں کا۔



گل کدہ کے قریب پہنچ کر نجیب خان نے ٹرک روکا ہی تھا کہ ایک آدمی اسٹیرنگ کی طرف والے دروازے کے قریب آکھڑا ہوا۔

”دو آدمی ٹرک سے گرے ہیں....!“ اس نے بھدی آواز میں اطلاع دی۔!

”تم کون ہو....!“ نجیب خان نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔!

”میں تمہیں ایک اطلاع دے رہا ہوں.... تمہیں اس سے کیا کہ میں کون ہوں.... یقین نہ ہو تو چلو میرے ساتھ۔!“

وہ آدمی روشنی میں تھا.... نجیب نے اسے بغور دیکھا! عجیب سا چہرہ تھا....! پھولی ہوئی بھدی ناک کے نیچے گھنی مونچھوں کے سائبان نے دہانے کو پوری طرح ڈھک لیا تھا۔ ناک اور ٹھوڑی کے درمیان صرف مونچھیں نظر آتی تھیں۔

”تم بکواس کر رہے ہو....!“

”خوب....! وہ دیکھو.... ٹریفک کا نشیمل بھی اسی طرف آ رہا ہے.... شاید اس نے بھی دیکھا تھا۔!“

نجیب گاڑی سے اترتا ہوا تہینہ سے بولا! ”تم جاؤ....!“

وہ دوسری طرف سے اتر کر ہوٹل کی جانب بڑھ گئی۔

”اوہ.... خان صاحب السلام علیکم جناب عالی....!“ کا نشیمل نے بڑے ادب سے اسے سلام کر کے وہی اطلاع دی جو خوف ناک چہرے والے اجنبی نے کچھ دیر پہلے دی تھی۔

”چلو.... دکھاؤ کہاں ہیں....!“ نجیب نے کہا اور کا نشیمل کے ساتھ چل پڑا۔

وہاں سے قریباً سو قدم کے فاصلے پر اسے اپنے وہ دونوں آدمی پڑے ہوئے ملے جنہیں جھونپڑے ہی میں ٹھہرنے کو کہہ آیا تھا۔

وہ بے ہوش تھے اور اکھڑی سانسیں لے رہے تھے۔

”وہ کہاں گیا.... وہ....!“ نجیب مضطربانہ انداز میں مڑا۔

”کون جناب....!“ کا نشیمل نے پوچھا۔

”وہ جو میرے پاس کھڑا تھا....!“

”ہمارے ساتھ تو کوئی بھی نہیں آیا....!“

”یہ میرے آدمی ہیں.... پیچھے بیٹھے ہوئے تھے! میرے کسی دشمن نے انہیں اس حال کو پہنچایا ہے! تم انہیں دیکھو میں اسے تلاش کرتا ہوں....!“

”بہت اچھا جناب....!“

نجیب خان دوڑنے کے سے انداز میں ہوٹل کے صدر دروازے تک پہنچا تھا۔

جیسے ہی ڈائینگ ہال میں داخل ہوا وہاں ایک بار پھر کھلبلی پڑ گئی۔ وہ دروازے کے قریب رک کر ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا جائزہ لینے لگا تھا۔

خوف ناک چہرے والا آدمی وہاں دکھائی نہ دیا۔

اب اس کے قدم زینوں کی طرف بڑھ رہے تھے....! اوپر پہنچ کر تہینہ کے کمرے کے دروازے پر دستک دی....! لیکن اندر سے جواب نہ ملا۔ ہینڈل گھا کر دروازہ کھولا لیکن تہینہ کی بجائے ایک مرد پر نظر پڑی جو صورت ہی سے بالکل احمق معلوم ہوتا تھا۔!

”تہینہ کہاں ہے....؟“ نجیب نے گونجیلی آواز میں پوچھا۔!

”میں بھی اسی کا منتظر ہوں....!“

”کیا وہ ابھی یہاں آئی تھی....!“

”نہیں تو.... مجھے معلوم ہوا تھا کہ اسے کوئی بد معاش اپنے ساتھ لے گیا ہے....!“

”تم کون ہو....؟“ نجیب دہاڑا۔

”میں عمران ہوں....!“

”کیا اس کے گاہک ہو....!“ نجیب نے لہجے میں نرمی پیدا کر کے پوچھا۔!

”کیا وہ آلو بخارا ہے کہ میں اس کا خریدار ہوں۔!“

”سیدھی طرح بات کرو....!“

”اے الٹی سیدھی تو تم خود ہانک رہے ہو....! میرا کیا قصور....!“

”اچھا کمرے سے نکل جاؤ۔!“

”میں اُس بد معاش کا انتظام کر رہا ہوں جو اسے خوف زدہ کر کے اپنے ساتھ لے گیا ہے۔!“

”بکو اس بند کرو....! میں اسے لے گیا تھا....!“

”صورت ہی سے بد معاش معلوم ہوتے ہو....!“

”شٹ اپ....!“

”تہینہ کہاں ہے....!“

”میں کہتا ہوں کمرے سے نکل جاؤ....!“

”تم نے بہت بُرا کیا! وہ مجھ سے خفا ہو کر سردار گڈھ سے چلی آئی تھی لیکن اب میرے ابا

جان نے شادی کی اجازت دے دی ہے۔!“

”اوہ.... تو تمہاری وجہ سے اس نے گھر چھوڑا تھا۔!“

”ہاں.... لیکن اب میں اسے واپس لینے آیا ہوں....!“

”اب وہ تمہارے کام کی نہیں رہی.... واپس جاؤ!“ نجیب نے زہریلی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

”میں جانتا ہوں کہ وہ کسی کام کی نہیں! نہ روٹیاں پکا سکتی ہے اور نہ گھر میں جھاڑو دے سکتی

ہے پھر بھی میں اسے دل و جان سے چاہتا ہوں۔!“

”کیا تم بالکل گدھے ہو....!“

”اے زبان سنبھال کے....! منہ توڑ دوں گا اگر مجھے گدھا کہا۔!“

”جاؤ ننھے بچے گھر واپس جاؤ.... ورنہ دیر سے جانے پر مئی ماریں گی۔!“

”تمہیں کیسے معلوم ہوا.... اچھا تہینہ نے بتایا ہو گا.... مئی اور بیبا اب تک میری پٹائی کرتے

ہیں۔!“ عمران نے جھینپنے کی سی اداکاری کی۔

”اچھا بس اب جاؤ....!“

”ہرگز نہیں تہینہ کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔!“

”تم سمجھتے کیوں نہیں....! وہ طوائف ہو گئی ہے....!“

”واہ....! جب تو ناچ گانے کی بھی آسانی رہے گی۔!“

نجیب خان خاموش ہو کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔ عمران کے چہرے پر پہلے سے بھی زیادہ حماقت طاری ہو گئی تھی۔

”اچھا تو سنو....!“ دفعتاً نجیب نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔ ”وہ کمرہ نمبر سات میں ہوگی جا کر اسے بلا لاؤ....!“

”اوہ.... وہ تو میں بھول ہی گیا.... تم نے کچھ دیر پہلے مجھے گدھا کہا تھا....!“

نجیب جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے باہر سے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔

تہینہ اندر داخل ہوئی اور دروازے کے قریب ہی ٹھٹھک گئی۔!

”کیوں کہا تھا گدھا....!“ عمران نے کہہ کر ایک بھر پور ہاتھ نجیب کے جڑے پر رسید کر دیا۔

حملہ غیر متوقع تھا.... نجیب لڑکھڑاتا ہوا.... دیوار سے جا ٹکرایا.... اس کے بعد تو وہ پاگل

ہو گیا تھا۔ وحشیانہ انداز میں عمران پر ٹوٹ پڑا لیکن اس تھوڑی سی جگہ میں بھی عمران اپنے پھر تیلے

پن کا مظاہرہ کر کے اسے تھکاتا رہا۔

تہینہ دیوار سے لگی کھڑی بُری طرح کانپ رہی تھی۔

تہینہ کی اچانک آمد ہی نے عمران کو ایسا قدم اٹھانے پر مجبور کیا ہو گا ورنہ شاید وہ اس حد تک

نہ جاتا.... اس وقت اگر ذرا سی بھی چوک ہو جاتی تو خود اس کا پول کھل جانے میں کیا باقی رہتا۔ وہ

نجیب کے حملوں سے بچ بچ کر اسے تھکا رہا تھا.... اچانک اس نے تہینہ سے کہا ”کھڑی کیا دیکھ

رہی ہو.... باہر جاؤ.... نیچے میرا انتظار کرنا....!“

تہینہ مشینی انداز میں باہر نکل گئی اس میں اس کے ارادے کا دخل نہیں معلوم ہوتا تھا۔

”اب سنبھل جاؤ بد معاش....!“ عمران نے نجیب کو لاکار! ”ورنہ پچھتاؤ گے۔!“

”میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا....!“ نجیب نے اس پر چھلانگ لگائی ہی تھی کہ عمران نے

بائیں جانب ہٹ کر ایک چٹا تھلا ہاتھ اس کی کنپٹی پر رسید کر دیا۔!

اس بار نجیب گرا تو پھر نہ اٹھ سکا....! اس ضرب کا مقصد ہی بیہوش کر دینا تھا۔!



تہینہ ڈانگ ہال میں نہ ملی.... لہذا عمران نے صفدر کے کمرے کا رخ کیا.... اس کا اندازہ تھا کہ کمرہ نمبر سات ہی میں اس کا قیام ہوگا!

نجیب کے اپنے خیال کے مطابق اگر وہ اپنے کمرے میں نہیں تھی تو پھر اسی شناسا کے پاس گئی ہوگی جس کی وجہ سے اس مصیبت میں پڑی تھی۔

اندازہ درست نکلا.... وہ کمرہ صفدر ہی کا تھا.... اور تہینہ وہاں موجود تھی۔

عمران کو دیکھ کر اس کا منہ حیرت سے کھل گیا اور پھر جلدی سے بولی ”یہی تھا....!“

”تھا نہیں بلکہ ہے....!“

”آپ.... یعنی کہ....!“ صفدر ہکا کر رہ گیا۔

”لڑکی خطرے میں ہے.... تم اسے یہاں سے لے جاؤ.... طعماستان کے کمرہ نمبر گیارہ کی کتنی طلب کر لینا.... یہ لور سید....“ عمران نے کہا اور پرس سے ایک رسید نکال کر صفدر کے حوالے کی۔

”یہ سب کیا ہو رہا ہے....!“ تہینہ روہانسی آواز میں بولی۔

”جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر اس پر عمل نہیں کیا تو زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گی۔“

عمران نے کہا اور صفدر سے بولا۔ ”یہ کمرہ بدستور تمہارے نام پر انگیج رہے گا.... ہاں.... وہ دونوں کہاں ہیں!“

”الگ.... الگ.... جگہوں پر.... ان سے کسی وقت بھی رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔“

”ٹھیک ہے دس منٹ کے اندر اندر یہاں سے روانہ ہو جاؤ....“ عمران نے کہا اور صفدر کے کمرے سے نکل آیا۔

اب وہ پھر تہینہ کے کمرے کی طرف جا رہا تھا.... دروازہ کھول کر دیکھا۔

نجیب خان اب بھی فرش پر چٹ پڑا تھا....! دروازہ بند کر کے عمران باہر آگیا اور لاؤنج میں

ایک ایسی کرسی اپنے لئے منتخب کی جس پر بیٹھ کر تہینہ کے کمرے کے دروازے پر نظر رکھ سکتا!

ریڈی میڈ میک اپ جیب سے چہرے پر منتقل ہو چکا تھا.... وہی پھولی ہوئی ناک اور گھنی

مونچیں دوبارہ چہرے کی کرختگی بن گئیں!

پہاڑوں کے پیچھے

ٹھیک دس منٹ بعد اٹھ کر وہ کمرہ نمبر سات کی طرف گیا تھا اور یہ معلوم ہو جانے پر کہ صفدر لڑکی سمیت وہاں سے جا چکا ہے.... وہ بھی گل کدہ سے نکل آیا۔



جاوید کی آنکھ صبح دیر سے کھلی.... قریباً دو بجے شب تک وہ عمران کا منتظر رہا تھا اس کے بعد اس کے متعلق جو کیدار کو ہدایات دے کر اپنے سونے کے کمرے کی راہ لی تھی!

اٹھتے ہی سب سے پہلے اسی کے بارے میں پوچھ گچھ کی.... اور یہ معلوم کر کے مطمئن ہو گیا کہ وہ تین بجے واپس آیا تھا اور اب تک اپنے کمرے سے برآمد نہیں ہوا.... جاوید نے ضروریات سے فارغ ہو کر عمران کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔

”آجاؤ....!“ اندر سے آواز آئی.... ہینڈل گھما کر اس نے دروازہ کھولا سامنے ہی عمران فرش پر سر کے بل کھڑا تھا۔

”آپ آدمی بھی ہیں یا....!“ وہ جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔

”آدمی ہی نہیں بلکہ بے ضرر آدمی....!“

”کیا مطلب....!“

”اس لئے کہ میں تمہارے جڑے پر مکا نہیں رسید کر سکتا بیٹھ جاؤ.... میں عبادت سے فارغ ہو کر تمہاری خیریت دریافت کروں گا۔“

جاوید بائیں جانب والی کرسی پر بیٹھ کر اسے بغور دیکھتا رہا۔

دو تین منٹ بعد عمران سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ ”نجیب خان کے آدمی میری تلاش میں ہیں۔“

”آپ نے بہت بُرا کیا.... اب میں خود ہی داؤد بیگ سے استدعا کروں گا کہ وہ آپ کو اپنا مہمان بنالے....!“

ٹھیک اسی وقت کسی نے باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا.... جاوید ہی دیکھنے کے لئے اٹھا تھا۔

اس نے دروازہ کھولا....! شیخ صاحب سامنے کھڑے نظر آئے۔

”تم یہاں ہو....!“

”جی.... ہاں....!“

”دیکھاتم نے.... آخر وہی ہوا.... بروں کا انجام برابری ہوتا ہے....!“ شیخ صاحب نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔!

”جی میں نہیں سمجھا....!“

”گل کدہ میں نجیب خان کی لاش پائی گئی ہے۔!“

”جی....!“ جاوید اچھل پڑا اور تیزی سے عمران کی طرف مڑا.... لیکن اس کے چہرے پر حماقت مآبی کے علاوہ اور کوئی تاثر نہ دکھائی دیا۔

”جس لڑکی کو وہ زبردستی ہوٹل سے لے گیا تھا اسی کے کمرے میں مردہ پایا گیا ہے.... لڑکی غائب ہے....!“ شیخ صاحب بولے.... اور چند لمحے خاموش رہ کر جاوید سے کہا۔ ”ذرا میرے پاس ہو جانا....!“ اور پھر وہ کمرے سے چلے گئے.... جاوید ایک تک عمران کو دیکھے جا رہا تھا۔

”مجھے اس طرح نہ دیکھو....! پیارے! اسے اس شخص نے مارا ہو گا جس کے متعلق وہ لڑکی سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا....! بہر حال کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے کسی سے بھی اس کا تذکرہ کیا تو خود بھی پھنسو گے۔!“

”میں کسی سے کچھ نہ کہوں گا.... لیکن آپ براہ کرم یہاں سے چلے جائیے۔!“

”اگر میں چلا گیا تو شیخ صاحب کو بہت دکھ ہو گا۔!“

”آپ اس کی فکر نہ کیجئے میں انہیں سمجھا لوں گا۔!“

”تمہاری مرضی.... لیکن ایک بات ہے جب تک شیخ صاحب خود مجھ سے یہ نہیں کہیں

گے کہ چلے جاؤ میں ہرگز نہیں جاؤں گا۔!“

”اچھی بات ہے!“ جاوید نے کہا اور کمرے سے نکل آیا.... شیخ صاحب کے پاس پہنچا تو

انہوں نے نجیب خان کی باتیں چھیڑ دیں اس کی بچھلی بد معاشیوں کا تذکرہ کرتے رہے پھر بولے۔

”آج تم لوگ شکار کے لئے نہ جاؤ تو بہتر ہے۔!“

”جی ہاں میں بھی سوچ رہا تھا....! شکار کے لئے جائیں گے تو یہ حضرت ضرور ساتھ ہوں

گے کچھ تعجب نہیں کہ آج داؤد بیک سے جھڑپ ہی ہو جائے۔! میں نے خواہ مخواہ ایک مصیبت

مول لے لی ہے۔!“

”کیسی مصیبت....!“

”یہی عمران....!“ جاوید نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”میں تو سوچ رہا ہوں آج ان صاحب کو رخصت ہی کر دوں۔!“

”نہیں یہ ناممکن ہے....!“

”کیوں....؟ پہلے تو آپ نے....!“

”بحث مت کرو....! وہ یہیں رہے گا.... خواہ سال بھر قیام کرے۔!“

جاوید نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ پھر بولا۔! ”اب یقین آ گیا کہ وہ حیرت انگیز صلاحیتوں کا حامل ہے۔!“

”کیا مطلب....!“

”عالیہ کہہ رہی تھی کہ کل شام جب اندھیرا پھیل گیا تھا، وہ پائیں باغ میں سروئٹس کو اسٹارٹ کے قریب بچوں کی طرح گھٹنوں کے بل چل رہے تھے۔!“

”تم سب بیہودہ ہو....!“ شیخ صاحب غصیلے لہجے میں بولے۔ ”میں اسے وہ پودے دکھا رہا تھا جو افریقہ سے منگوائے ہیں۔!“

جاوید خاموشی سے چلا آیا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے.... دوسرے کمرے میں پروین سے ملاقات ہوئی۔

”اب تو آئی بھی اُس کا کلمہ پڑھنے لگی ہیں۔!“ پروین نے عمران کے متعلق اسے اطلاع دی۔

”یہ حادثہ کیونکر ہوا....!“ جاوید نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

”پتہ نہیں....! اس وقت دونوں بہت گھل مل کر باتیں کر رہے ہیں۔ آئی بات بات پر

تھپتھپ لگا رہی ہیں.... ویسے ہے بہت دلچسپ آدمی....!“

”مداری کہہ سکتی ہو....!“

”کیوں کیا بات ہے....!“ وہ چونک کر جاوید کو گھورنے لگی جس کے لہجے کی خشکی واضح طور

پر محسوس کی جاسکتی تھی۔

”کچھ نہیں.... کچھ بھی تو نہیں....!“

”کیا شکار پر نہیں چلنا.... خاصی دیر ہو گئی....!“

”آج ہم شکار پر نہیں جائیں گے....! انکل نے کسی وجہ سے منع کر دیا ہے۔!“

”دن بھر بوریت رہے گی۔!“
”کچھ بھی ہو..... ان کے آگے کسی کی نہیں چلتی....!“

”آئیے تو پھر وہیں بیٹھیں....!“

”چلے....!“ جاوید نے بے بسی سے کہا۔

وہ سخت الجھن میں تھا..... سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ شیخ صاحب کو پچھلی رات کے واقعات سے کس طرح آگاہ کرے۔

پروین اسے اس کمرے میں لائی جہاں اس نے ان دونوں کو چھوڑا تھا۔!

یہاں صرف چچی موجود ملیں....!

”وہ کہاں گیا....!“ پروین نے پوچھا۔

”بڑا عجیب آدمی ہے.... باتیں کرتے کرتے اٹھتا ہوا بولا۔! میں اپنی پیٹھ کھجانا چاہتا ہوں۔“

خواتین کے سامنے کھجائے ہوئے شرم آتی ہے اور بس چلا گیا....!“

جاوید کے ہونٹوں پر تلخ سی مسکراہٹ تھی اس نے پوچھا۔ ”وہ آپ سے کیا باتیں کر رہا تھا۔!“

”یہی کہ مرغیاں پالنا اس کی ہابی ہے اور اس نے مرغیوں کی ایک بالکل نئی نسل ایجاد کی ہے“

جن کے انڈے نیلے رنگ کے ہوتے ہیں۔!“

بعد میں پروین نے جاوید کو بتایا کہ مرغیاں چچی کی کمزوری ہیں.... مرغیوں سے محبت

کرنے والوں کو وہ اچھی نظر سے دیکھتی ہیں۔!

”یہی تو اس کا کمال ہے.... دو چار باتوں میں پتہ لگا لیتا ہے کہ مخاطب کس طرح قابو میں

آسکے گا۔!“ جاوید بولا۔ ”اب یہی دیکھو کہ انکل جیسے ہوشیار آدمی اس کی لچھے دار باتوں میں

آگئے۔!“

”میرا خیال ہے کہ آپ اُس سے کچھ بدل ہو گئے ہیں....!“ پروین اسے غور سے دیکھتی

ہوئی بولی۔

جاوید بات اڑا کر دوسری طرف چلا گیا۔ عمران گھر پر موجود نہیں تھا۔



پچھلی رات گل کدہ سے نکل کر عمران طعماستان گیا تھا اور وہ اس وقت ریڈی میڈ میک اپ

میں تھا۔

صفر سے کمرہ نمبر گیارہ میں ملاقات ہوئی تھی اس طرح کہ لڑکی اسے میک اپ میں نہیں

دیکھ پائی تھی۔ عمران نے اسے مشورہ دیا تھا کہ فی الحال وہ خود بھی میک اپ میں رہے اور لڑکی کی

شکل میں بھی کسی قدر تبدیلی کر دے۔

آج صبح صفر نے اس کے سنہرے بالوں میں سیاہ خضاب ہی لگوا دیا تھا وہ اپنی حالت پر رو

پڑی....!

”مجبوری ہے.... حالات کے پیش نظر یہ ضروری تھا....!“ صفر نے اسے دلاسا دیا۔

”نجیب خان آپ کا دشمن کیوں ہو گیا ہے....؟“

”میں اور میرے ساتھی یہاں شکار کی غرض سے آئے تھے اس سے جھڑپ ہو گئی.... وہ

ہمیں اسمگلر سمجھتا ہے۔!“

”وہ.... وہ.... بھی آپ کا ساتھی ہی ہے.... جس نے پچھلی رات ہمیں یہاں بھیجا تھا۔!“

”ہاں.... آں.... ساتھی ہی ہے۔!“

”اس نے نجیب کو زچ کر دیا تھا۔!“

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی....! صفر نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا

سامنے عمران کھڑا تھا....! اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کیا اور تہینہ کی طرف دیکھ کر بولا۔

”ویری گڈ.... اب تمہیں کوئی بھی نہیں پہچان سکتا....! میں ذرا دیر کے لئے صفر کو اپنے

ساتھ لے جا رہا ہوں.... تم بلا ضرورت باہر نہ نکلتا....!“

پھر وہ دونوں ڈائننگ ہال میں آ بیٹھے تھے.... کمرے سے نکلتے ہی عمران نے دوبارہ مصنوعی

ناک اور مونچھیں لگائی تھیں۔

”گل کدہ کے کمرہ نمبر سات سے نجیب کی لاش برآمد ہوئی ہے!“ اس نے صفر کو اطلاع دی۔

”کیا مطلب....!“

”میں نے اسے بے ہوشی کی حالت میں چھوڑا تھا۔ بہر حال اب پولیس کو تہینہ کی تلاش ہے۔!“

”یہ تو بہت بُرا ہوا....!“

”پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے متعلق معلومات بہم پہنچاؤ۔!“

”آخر چکر کیا ہے!“

”اسمگلنگ کی آڑ میں جاسوسی....! ہمارے فوجی راز سرحد پار پہنچ رہے ہیں!“

”اوہو.... تو اسی لئے نجیب جنگل میں اجنبیوں کو دیکھ کر بھڑکتا تھا!“

”میرا خیال ہے کہ وہی سرغنہ ہے.... لیکن اس کی موت....!“

”رائے قائم کرنے میں جلدی نہ کیجئے....!“ صفدر مسکرا کر بولا۔ ”ہو سکتا ہے وہ آپ ہی

کے ہاتھوں مرا ہو!“

”ایسی کوئی ضرب نہیں لگائی تھی میں نے....!“

”خیر پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے معلوم ہو جائے گا....! جوزف کو جس بندر کی تلاش تھی

اس کا کیا قصہ ہے!“

”قصہ اس کا یہ ہے کہ میں تویر کو اس کے ہاتھوں پٹوانا نہیں چاہتا تھا.... اور دوسرا مقصد یہ

تھا کہ وہ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہو جائیں جن کی مجھے تلاش تھی!“

”تویر کیوں پٹنا....!“

”ہر وقت مجھ پر تاؤ کھاتا رہتا تھا اور بکواس کرتا تھا....! جوزف کو اگر اس طرح الگ تھلگ نہ

رکھتا تو تم بیچ بچاؤ ہی کے چکر میں پڑے رہ جاتے!“

”سوال یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے....! اب تو کوئی راہ متعین ہونی ہی چاہئے!“

”سنو! تم تینوں کا مصرف اس سلسلے میں صرف اتنا ہی تھا کہ کچھ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہو

جائیں اور میں ان کے وجود سے آگاہ ہو سکوں....!“

”لیکن مچھلیوں کا کیا قصہ تھا....!“

”شعبہ بازی....! کئی مچھلیاں ایک جال میں پہلے ہی سے تہہ نشین کر دی گئی تھیں....

لیکن پھر بھی تم اندازہ نہیں لگا سکو گے کہ انہیں جال سے نکال کر کنارے تک پہنچانا کتنا مشکل کام

تھا.... یہ دیکھو انگلیاں زخمی ہو گئی ہیں.... گھمبڑوں میں ہاتھ ڈالنے پڑتے تھے!“

”اس کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی....!“

”شیخ صاحب کے خاندان سے متعارف ہونا تھا....!“

”اوہ.... تو کیا وہ لوگ بھی اس میں ملوث ہیں....!“

”نہیں....! شیخ صاحب ہی نے اس طرف توجہ دلائی ہے!“

”میں نہیں سمجھا....!“

”انہیں اپنے شاگرد پیشے کے قریب ایک ڈبیہ پڑی ملی تھی جس میں آٹھ ملی میٹر کی ایک فلم

تھی اور اس فلم پر بعض اہم دستاویزوں اور فوجی نوعیت کے نقشوں کے عکس تھے....! شیخ صاحب

نے وہ فلم آئی ایس آئی کو بھجوا دی تھی.... وہاں سے تمہارے چیف ایکس ٹونک پہنچی!“

”ہمارے محکمے کو آئی ایس آئی سے کیا سروکار....!“

”میں نہیں جانتا....! اس قسم کے سوالات اپنے چیف سے کیا کرو....! بہر حال میں نے

کوشش کی تھی کہ ایک اجنبی کی حیثیت سے شیخ صاحب کا مہمان بن کر حالات کا جائزہ لوں....

لیکن اور سیر داؤد بیک کے بیچ میں کود پڑنے کی بناء پر ایسا نہ ہو سکا....! مجھے شیخ صاحب پر ظاہر

کرنا پڑا کہ میں کس لئے آیا ہوں.... ورنہ وہ میرے میزبان بننے پر ہرگز تیار نہ ہوتے!“

”داؤد بیک کا کیا قصہ ہے....!“

”ان لوگوں کی آپس کی خاندانی رنجش عرصہ سے چلی آرہی ہے!“

”سوال تو یہ ہے کہ اس فلم کی وجہ سے آپ نے ان جنگلات میں کیسے چھلانگ لگائی.... کیا

آپ کو پہلے سے علم تھا کہ وہاں کچھ ہو رہا ہے!“

”اسمگلنگ تو ہوتی ہی رہی ہے! لیکن بسا اوقات ان اسمگلرز کو بھی یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ان

کے درمیان کوئی جاسوس بھی موجود ہے.... ابھی کچھ ہی دن ہوئے ایک اسمگلنگ پوائنٹ پر ایسا

واقعہ پیش آچکا ہے.... اصل اسمگلر اس سے بے خبر تھا کہ اس کا ایک آدمی سرحد پار سامان

پہنچانے کے ساتھ ہی ساتھ جاسوسی کامر تکب بھی ہو رہا ہے....! دراصل ایک بار وہ سرحد پار

بکڑ لیا گیا تھا جس انسپکٹر نے پکڑا تھا اس نے کہا کہ وہ اسے گولی بھی مار سکتا ہے لیکن وہاں کے ایک

مقامی اسمگلر نے اسے رہائی دلائی.... اور اسے سمجھا دیا کہ وہ اپنے مالک سے اس کا تذکرہ نہ کرے

ورنہ ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا....! ادھر انسپکٹر نے اس پر اپنا احسان جتاتے ہوئے کہا کہ وہ

اس کا ایک خط لیتا جائے اور اس کے کسی دوست کو پہنچا دے.... احسان مندی کے جذبات کے

ساتھ اس نے یہ کام کر دیا تھا.... لیکن جب دوسری بار اسمگلنگ کا مال لے کر روانہ ہوا تو اس

دوست کا جوابی خط بھی اس کے پاس موجود تھا جو انسپکٹر تک پہنچانا تھا.... اس طرح آہستہ آہستہ

”بائیں جانب دیکھو نجیب کے باڈی گارڈ کو تو تم پہچانتے ہی ہو.... دوسرا ڈوڈ بیگ ہے۔!“
”تو پھر....!“

”نجیب کے سلسلے میں صرف بھدی ناک اور گھنی مونچھوں والے پران کی نظر ہے....!“
عمران طویل سانس لے کر بولا۔ ”لیکن اب تم دونوں میک اپ میں بھی محفوظ نہ رہ سکو گے....“
میں اب اٹھ رہا ہوں.... اگر یہ دونوں میرے پیچھے جائیں تو تم جلد از جلد یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنا۔“

”اور اگر ایک میری نگرانی کے لئے رک جائے تو۔!“ صفر نے پوچھا۔
”تو پھر تم ایک شیشی میں دودھ بھرنا اور اس پر نیل چڑھا کر یہیں بیٹھے شغل فرماتے رہنا....! میں تو چلا....!“

”ایک منٹ....! میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اسے ڈاج دے کر نکلنے کی کوشش کروں یا....!“

”جو مناسب سمجھنا....! ٹانا....!“ عمران نے کہا اور اٹھ کر صدر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
صدر دروازے کے قریب پہنچ کر رکا اور پھر تیزی سے صفر کی میز کی طرف پلٹ آیا....
اور اب اس سے اس طرح لگا کھڑا تھا جیسے کوٹ کی جیب میں پڑے ہوئے ریوالور کی نال اس کے شانے سے لگادی ہو۔!

”اٹھو....!“ وہ آہستہ سے بولا! ”اور میرے ساتھ چلو ورنہ یہیں گولی مار دوں گا....! اپنی آنکھوں میں خوف زدگی کے آثار پیدا کرو ڈفر اور کسی خوف زدہ آدمی ہی کے سے انداز میں میرے ساتھ باہر نکل چلو....!“

صفر اس کے پلٹتے ہی متحیر نظر آنے لگا تھا....! اس نے بڑی کامیابی سے کسی خوف زدہ آدمی کا رول ادا کیا۔ وہ اسی طرح باہر آئے۔ عمران اس سے لگا ہوا چل رہا تھا۔

”لُل....! لڑکی....!“ صفر آہستہ سے ہکلا یا۔
”دنیا بھری پڑی ہے.... دوسری مل جائے گی....!“ عمران نے لا پرواہی سے کہا پھر کسی قدر توقف کے ساتھ پوچھا۔!

”جپ کے نمبر بدل دیے ہیں یا نہیں۔!“

وہ ملک دشمنی میں مبتلا ہو ما گیا.... اس کے دوسرے ساتھیوں کو علم تک نہ ہوسکا کہ وہ افیون کے ساتھ ہی ساتھ اہم معلومات بھی دوسرے ملک میں پہنچا رہا ہے.... بہر حال یہاں اس پوائنٹ پر بھی اس کا امکان موجود ہے....! اچھی بات ہے اب میں چلا لیکن نہیں.... لڑکی کا کیا قصہ ہے۔!“
صفر نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ ”وہی پرانی کہانی.... کسی سے محبت ہوئی تھی.... شادی کا امکان نہیں تھا۔ لہذا دونوں بھاگ کھڑے ہوئے.... عاشق صاحب اس کے باوجود بھی شادی ٹالتے رہے اور محبت چاٹتے رہے....! جب چھتہ خالی ہو گیا تو ایک دن پھر سے اڑ گئے.... وہ تہوارہ گئی۔!“

”میرا مشورہ ہے کہ اب تم اس سمیت پھر سے اڑ جاؤ....!“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔!
”کیا مطلب....!“

”لڑکی کو یہاں سے لے جاؤ....! جوزف اور تنویر بھی تمہارے ساتھ ہی جائیں گے.... تم لوگ اپنا کام کر چکے۔!“
”تو آپ تنہا....!“

”چوہان، صدیقی اور نعمانی بھی یہیں موجود ہیں! میں نے اب اسکیم بدل دی ہے...! نجیب کی لاش کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے متعلق معلومات کے لئے دوسرے ذرائع اختیار کروں گا۔!“
”جب ہم نہ ہوں گے تو وہ لوگ کس طرح سامنے آئیں گے.... ظاہر ہے کہ ہماری تلاش کے ہی سلسلے میں وہ بے نقاب ہو سکیں گے۔!“

”سنو! نجیب میری ضربات سے نہیں مرا....! لیکن مارا گیا ہے.... میری ہی وجہ سے....“
لہذا جس نے بھی مارا ہے اسے میری ہی تلاش ہوگی۔!“
”ہوں....! اوں....!“ صفر نے پُر فکر انداز میں سر کو جنبش دی....! اچانک عمران کی گھنی مونچھوں کے پیچھے سے سیٹی کی ہلکی سے آواز نکلی۔

”خیریت....!“ صفر نے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ تو بائیں جانب دیکھے جا رہا تھا۔!

”انہوں نے مجھے تلاش کر لیا....!“ عمران نے صفر کی طرف مڑ کر ٹھنڈی سانس لی۔
”کس کی بات کر رہے ہیں....!“

”بدل دیے ہیں۔!“

”بس تو ٹھیک ہے.....! جیب ہی کی طرف چلو.....!“

وہ جیب میں اس طرح بیٹھے کہ صدر نے اسٹیرنگ سنبھالا اور عمران بالکل ایسے ہی انداز میں بیٹھا رہا جیسے اس کے بائیں پہلو پر ریو اور کا داؤڈال رہا ہو۔!

جیب کمپاؤنڈ سے باہر نکلی اور عمران نے عقب نما آئینے کا زاویہ بدلتے ہوئے طویل سانس لی۔ ایک اور گاڑی کمپاؤنڈ کے پھاٹک سے نکل رہی تھی! عمران نے داؤڈ بیگ اور نجیب کے گاڑی گارڈ کو اسی گاڑی میں بیٹھتے دیکھا تھا۔!

عمران نے صدر سے کہا۔ ”اگلے چوراہے پر بائیں جانب موڑ لینا.....!“

صدر نے تعمیل کی سڑک سنان تھی.....! عمران کے کہنے پر وہ جیب کی رفتار بتدریج بڑھاتا رہا۔!

”جب میں کہوں تو رفتار کم کر کے مرنے کے لئے تیار ہو جانا.....!“ اس نے صدر سے کہا۔

”کیا مطلب.....!“

”تمہیں مار کر نیچے پھینکوں گا اور زن سے نکل جاؤں گا۔!“

”سنجیدگی اختیار کیجئے.....!“

”آگے سڑک کے کنارے ایک بڑا سا گڑھا ہے جس میں پانی بھرا ہوا ہے..... فائر کر کے تمہیں دھکا دوں گا..... اسٹیرنگ چھوڑ کر گڑھے میں جا پڑنا.....!“

”معفرت کی دعا بھی میں خود ہی کر لوں.....؟“ صدر نے بے بسی سے سوال کیا۔

”چالیسواں میرے ذمے.....! تم بالکل فکر نہ کرو.....!“

”کیا واقعی آپ سنجیدہ ہیں.....!“

”حادثے کے بعد رنجیدہ بھی ہونا پڑے گا.....!“ عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔

یہی ہوا جیسے ہی گاڑی گڑھے کے قریب پہنچی ایک فائر ہوا اور صدر نے جیب سے اس طرح چھلانگ لگائی جیسے سچ مار کر پھینکا گیا ہو۔!

عمران نے بھی خاصی مہارت کا ثبوت دیا تھا ورنہ صدر کے بعد ہی جیب بھی گڑھے میں جا پڑتی..... اس نے پھرتی سے اسٹیرنگ سنبھالا اور جیب کی رفتار پہلے سے بھی زیادہ تیز ہو گئی۔

پچھلی گاڑی سے اس پر دو فائر ہوئے تھے اور عمران نے اطمینان کا سانس لیا..... صدر کی خبر لینے کے لئے پچھلی گاڑی رکی نہیں تھی۔

جیب کی رفتار بڑھتی رہی! عمران اسے جھیل کی طرف اڑائے لئے جا رہا تھا.....! ادھر کا سارا علاقہ اس کا دیکھا بھلا تھا اور وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ تعاقب کرنے والوں سے کہاں پیچھا چھڑایا جاسکے گا۔!

سوچی ہوئی جگہ پر پہنچتے ہی اس نے پورے بریک لگائے جیب ترچھی ہوئی اور اس کے پچھلے پہرے سڑک کے نیچے اتر گئے۔ اسی پوزیشن میں عمران نے اسے ریورس گیر میں ڈال دیا۔!

جیب نے سڑک سے اتر کر بائیں جانب نیم دائرہ بنایا اور جیسے ہی تعاقب کرنے والی گاڑی کے بریک چڑھائے عمران نے اس کے اگلے پہرے پر فائر کر دیا.....! مار دھماکے کے ساتھ پھٹا! اس کے بعد اس نے تعاقب کرنے والوں کو اتنا موقع نہیں دیا کہ وہ اس پر فائر کر سکتے۔!

جیب ان کی گاڑی کے قریب سے نکلی چلی گئی.....! پھر انہوں نے فائر تو کئے تھے اس وقت جب عمران کی گاڑی ریخ سے نکل چکی تھی۔!



جاوید اور پروین دن بھر اس کی واپسی کے منتظر رہے..... لیکن دونوں کے جذبات میں فرق تھا۔! پروین محض دلچسپی کی جو یا تھی اور جاوید سوچ رہا تھا کہ دیکھئے اب کیا گل کھلتا ہے۔!

شام تک نجیب کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کالاب لباب بستی کے بچے کی زبان پر تھا جس کے مطابق نجیب پہلے تو کینٹی پر ضرب لگنے کی وجہ سے بے ہوش ہوا تھا اور پھر اس کے بعد اس کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا.....!

جاوید نے اس کی اطلاع شیخ صاحب تک پہنچائی اور سوچ میں پڑ گیا کہ اب اسے کیا کہنا چاہئے۔ ادھر شیخ صاحب نے یہ بات رواروی میں سنی اور اس پر کوئی تبصرہ کئے بغیر پھر اس کتاب پر نظر جمادی تھی، جو پہلے ہی سے ان کے ہاتھوں میں تھی۔

ان کا یہ رویہ جاوید کے لئے اور زیادہ الجھن کا باعث بن گیا..... اور اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں عمران کی وہ کہانی شروع کر دی جس کا مرکزی کردار تمہینہ تھی۔

شیخ صاحب اٹھ بیٹھے اور کتاب تکیے پر رکھ دی.....! وہ جاوید کو عجیب نظروں سے گھورے

جار ہے تھے۔

جب جاوید اس ٹکڑے پر پہنچا کہ عمران نے اس واقعہ کا ذکر کسی اور سے کرنے کی ممانعت کر دی تھی تو شیخ صاحب ہنرک اٹھے۔

”اور تم اس کا ذکر مجھ سے کر رہے ہو....!“

”م.... میں مطلب یہ ہے کہ....!“ جاوید ہکھلایا۔

”کچھ نہیں....! جاؤ.... کسی سے بھی اس کا ذکر نہ کرنا....!“

”یعنی آپ اس خونی کو یہاں برداشت کر لیں گے....!“

”بکواس بند کرو....! اپنے کام سے کام رکھو.... اگر وہ واپس آئے تو اس سے اس مسئلے پر

قطعاً کوئی گفتگو نہ کرنا....!“

”بہت بہتر!“ جاوید نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور شیخ صاحب کے بیڈروم سے باہر آگیا۔

رات کے آٹھ بجے تھے.... جاوید بیرونی برآمدے میں آکھڑا ہوا۔ اب وہ کسی سے گفتگو

نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کاش اس نے عمران کو داؤد بیک کے حوالے کر ہی دیا ہوتا....

خواہ خواہ ایک نئی رنجش کی بنیاد پڑی۔

اچانک اسے تہینہ یاد آئی اس لڑکی کا کیا ہوگا.... لاش اسی کے کمرے سے برآمد ہوئی تھی

لیکن لڑکی پولیس کے ہاتھ نہیں لگی تھی.... عمران کو اس کا بھی علم ہوگا۔ ہو سکتا ہے اس

اسے کہیں چھپا دیا ہو۔!

جاوید نے جرم و سزا سے متعلق بے شمار کتابیں پڑھی تھیں.... قاتل پولیس کی نظروں

بچ ہی نہیں سکتا نہ صرف قاتل بلکہ اس سلسلے میں جتنے لوگ بھی کسی نہ کسی طرح ملوث ہوتے ہیں

یقیناً طور پر پولیس کی گرفت میں آجاتے ہیں تو پھر اس کا کیا حشر ہوگا۔

دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اور وہ اندر جانے کے لئے مڑنے ہی والا تھا کہ کمپاؤنڈ کا چھاپا

کھلنے کی آواز آئی.... کوئی اندر داخل ہوا اور لنگڑاتا ہوا عمارت کی طرف بڑھنے لگا.... روشنی

آیا تو جاوید کا خون کھولنے لگا۔

وہی خطرناک آدمی، جو بظاہر احمق نظر آتا تھا.... قریب پہنچ کر اس نے جاوید سے کہ

”کھڑے کیا دیکھ رہے ہو! مجھے سہارا دے کر اندر لے چلو۔ میرے پیروں میں چوٹ آگئی ہے۔!“

جاوید کچھ نہ بولا.... اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی لیکن شائد پروین اس کی آواز سن کر باہر نکل آئی تھی۔

”کیا ہوا.... آپ لنگڑا کیوں رہے ہیں....!“ اس نے عمران سے پوچھا۔

”ایک ٹرک مجھ سے ٹکرا کر الٹ گیا! پلیز....!“ عمران جاوید کی طرف ہاتھ بڑھا کر کراہا۔

طوعاً کرہاً جاوید نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اونچی کرسی والے برآمدے تک پہنچنے میں مدد

دی۔!

”کیا زیادہ چوٹ آئی ہے....!“ پروین نے پر تشویش لہجے میں پوچھا۔!

”ٹکڑے ہو گئی ہے تو لنگڑانا بھی چاہئے.... ورنہ پڑوسی کیا کہیں گے....!“

”آپ خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کر رہی ہیں....!“ جاوید نے بھنا کر کہا اور پروین اسے حیرت

سے دیکھنے لگی۔

دفعۃً جاوید نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کہا ”آپ کمرے میں چلے....!“

شائد پروین کو جاوید کا یہ رویہ بے حد گراں گذرنا تھا.... وہ بھی چپ چاپ صدر دروازے

کی طرف مڑ گئی تھی۔ جاوید عمران کو اس کے کمرے میں لایا اور بہت بُرے لہجے میں کہنے

لگا۔! ”نجیب کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ آؤٹ ہو گئی ہے۔!“

”الحمد للہ! بہت جلدی آؤٹ ہو گئی ہماری طرف تو دس دن بعد پوسٹ مارٹم ہوتا ہے۔!“

”میں گذارش کر رہا ہوں کہ سنجیدگی سے سنئے۔!“

”بھائی میں ردِ کب رہا ہوں.... اس سے زیادہ سنجیدگی میں نبض ہی نہیں ملتی اور دوسرے

رونا دھونا شروع کر دیتے ہیں۔!“

”وہ کینیسی کی ضرب سے پہلے بیہوش ہوا تھا اور پھر اس کا گلا گھونٹ دیا گیا۔!“

”اللہ کی مرضی....!“

”پولیس.... ہم تک ضرور پہنچے گی....!“

”یقیناً کرو پیارے دوست اگر مجھے اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ ہوتی تو یہاں واپس نہ آتا۔!“

”آپ ہم لوگوں کو بھی دشواری میں ڈالیں گے۔!“

”دشواری میں پڑنا ہوتا تو اب تک پڑ چکے ہوتے....! ہمیں نجیب کے ساتھ کسی نے بھی

نہیں دیکھا تھا! ویسے اگر تم مجھ سے پیچھا چھڑانا ہی چاہتے ہو تو میرا سامان اپنی جیب میں رکھو....
مجھے بھی بٹھاؤ اور داؤد بیک کے گھر پہنچا دو....!"

"کیا مطلب....!"

"میں وہیں چین سے رہ سکوں گا.... ورنہ تم مجھے اٹھتے بیٹھتے پور کرتے رہو گے۔!"

"میں، چچا جان سے پوچھ لوں....!" جاوید نے کہا اور عمران کے کمرے سے نکل کر شیخ صاحب کی خواب گاہ کی طرف چل پڑا۔

اس نے انہیں عمران کی واپسی کی اطلاع دے کر اپنی اور اس کی گفتگو کے بارے میں بتایا۔

"اوہو.... تو وہ خود جانا چاہتا ہے....!" شیخ صاحب نے پوچھا!

"جی ہاں....!"

"تو جا کر بھیج آؤ....!"

جاوید نے طویل سانس لی۔

"اچھی بات ہے.... اس قے کو ختم کر کے سکھ کی نیند سو سکوں گا....!" جاوید نے کہا اور

وہاں سے چل پڑا۔

جب عمران کو شیخ صاحب کے فیصلے سے آگاہ کیا گیا تو اس نے کہا "میاں رات کا کھانا تو کھلو

دو ایسی بھی کیا بے مروتی....!"

دوسرے مہمانوں نے بھی ابھی کھانا نہیں کھایا تھا....! کھانے کی میز پر جاوید نے دوسروں

کو بتایا کہ خاندانی جھگڑوں کو زیادہ طول دینا مناسب نہ ہو گا اس لئے مہمان خصوصی کو داؤد بیک کے

حوالے کیا جا رہا ہے۔!

"یہ زیادتی ہے۔!" پروین بول پڑی۔!

"ہمارے ذاتی مسائل ہیں....!" جاوید نے خشک لہجے میں کہا۔!

پھر کوئی کچھ نہ بولا....! لیکن عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ "اگر داؤد بیک صاحب گھر پر

نہ ملے تو پھر میں کیا کروں گا۔!"

"میں آپ کو ان کے والد صاحب کے حوالے کر آؤں گا۔!"

"والد صاحب کسی کا بھی ہو میرے لئے بے حد خوف ناک ہوتا ہے۔ تمہارے ساتھ اس

لئے چلا آیا تھا کہ تمہارے خاندان کے سربراہ چچا صاحب ہیں کوئی والد صاحب نہیں۔!"

"نہیں....! تم جاؤ گے....!" شیخ صاحب غرائے.... لیکن ان کی بیٹی عالیہ بولی۔ "نہیں

.... یہ ناممکن ہے....!"

"کیوں....؟"

"اس میں ہماری توہین ہے....!"

"ارے میں تو بڑی مصیبت میں پڑ گیا....!" دفعتاً عمران نے اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا۔

وہ سب حیرت سے دیکھتے رہے! کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس سلیلے میں کیا کہنا

چاہئے۔ پھر عمران ہی ہاتھ روک کر گلوگیر آواز میں بولا۔ "اس سے بہتر تو یہی تھا کہ حاتم مہمان

ذبح کر کے گھوڑے کو کھلا دیتا۔!"

اس پر کچھ لوگوں کی دہلی دہلی سی ہنسی سنائی دی اور کچھ اب بھی عمران کو حیرت ہی سے دیکھ

جارہے تھے۔! عمران اٹھ گیا اور ایک ایک کا چہرہ حسرت سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں آپ لوگوں کو دشواری میں نہیں ڈالنا چاہتا۔!"

وہ آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔!

"ٹھہرئیے تو....!" پروین بولی۔

"نہیں میں اپنا سب کچھ یہیں چھوڑ کر جانا چاہتا ہوں تاکہ آپ لوگوں کو ہمیشہ یاد آتا رہے کہ

آپ نے ایک مہمان کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا اور مہمان بھی کیسا جسے زبردستی مہمان بنایا گیا ہو۔!"

اور پھر اس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور دوڑتا ہوا باہر نکلا چلا گیا۔!

شیخ صاحب کے علاوہ اور سب نے اس کا تعاقب کیا تھا۔

وہ چھانک سے نکل چکا تھا....! لیکن یہ لوگ چھانک ہی پر رک گئے تھے اس کے پیچھے باہر تک

دوڑتے چلے جانا بھی تو حماقت ہی ہوتی ہے۔

دفعتاً کسی نے کہا۔ "اچھا ہی ہوا جاوید میاں وہ لوگ اس کے خلاف بہت بھرے ہوئے ہیں۔!"

جاوید اس کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم کیا جانو....؟"

"ارے میں بھی تو وہیں کام کرتا ہوں....! میں آپ کو بتاؤں گا کیا چکر ہے.... بہت اچھا

ہو ابلاٹل گئی.... ذرا میرے کوارٹر میں چلے آئیے گا۔!"

تھا۔!

”کون کہہ رہا تھا.....!“

”داؤد بیگ اور اس کے آدمیوں کی گفتگو سنی تھی میں نے.....!“

”کیا کہہ رہے تھے.....!“

”اس حد تک سنا ہے میں نے کہ اسی سنگی مہمان نے خان صاحب کو ٹانگ ماری تھی۔!“

”بکواس جھوٹ.....! جس نے ٹانگ ماری تھی اس کی پٹائی بھی نجیب نے کر دی تھی۔!“

”اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے کچھ بھی نہیں سنا.....!“

”اب اور کیا سناؤ گے..... جلدی کرو..... میرے پاس وقت نہیں ہے۔!“

”جس آدمی کی خان صاحب نے پٹائی کی تھی..... وہ ایک ریٹائرڈ فوجی افسر ثابت ہوا جس کی

”بائیں ٹانگ مصنوعی ہے وہی ٹانگ خان صاحب کو گرانے میں استعمال کی جاسکتی تھی لیکن اس سے ایسے کام لئے ہی نہیں جاسکتے۔!“

”جاوید کو بڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی محسوس ہونے لگی اور حمت الہی پھر بولا۔“ پٹے کے بعد وہ ہسپتال پہنچ گیا تھا اس لئے اس پر شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا کہ خان صاحب کو مار کر اس نے اپنی توہین کا بدلہ لیا ہو گا.....؟“

”جاوید نے سوچا اگر ایسی بات ہے تو وہ یقیناً دشواری میں پڑ گیا ہے.....! اور وہ پاگل بھی ہاتھ سے گیا.....! اب اگر پولیس نے پوچھ گچھ کی تو اس کی نشان دہی کیسے کر سکے گا..... تو پھر..... تو پھر اسے کیا کرنا چاہئے.....! اس سلسلے میں شیخ صاحب سے کچھ کہنا ہی فضول تھا وہ تو اسے مہمان بنائے رکھنے پر مصر تھے۔!“

”آپ کیا سوچ رہے ہیں جاوید میاں.....!“ رحمت الہی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے

سوال کیا۔

”کک..... کچھ نہیں.....!“ جاوید چونک پڑا۔

”اگر کوئی جھگڑے والی بات ہو تو مجھے بتائیے آپ کے لئے خون اور پینہ ایک کر دوں گا۔!“

”جھگڑے کی بات کیسی.....!“

”یہ آپ جانیں..... شاید اب داؤد بیگ پولیس کو اس کی اطلاع دے دے.....!“

اس کے بعد وہ آدمی سرونٹس کو ارٹری طرف چلا گیا تھا۔

”یہ کون تھا.....!“ پروین نے جاوید کا بازو چھو کر پوچھا۔

”رحمت الہی..... سرونٹس کو ارٹری میں رہتا ہے.....!“

”کام کہیں اور کرتا ہے.....!“

”ہاں..... آں..... ہمارا ذاتی ملازم نہیں ہے.....!“

”مجھے اس کا لہجہ اچھا نہیں لگا.....! کچھ عجیب سی بات تھی.....!“

”اوہ..... وہ کچھ نہیں..... ہمارا ملازم تو ہے نہیں..... بات دراصل یہ ہے کہ دور کا رشتہ

دار بھی ہوتا ہے..... سرحد پار کی شہریت ترک کر کے یہاں آسا ہے..... رہنے کو کہیں جگہ نہ

تھی تو انکل نے اسے سرونٹس کو ارٹری میں بسا دیا.....!“

”میں لہجے کی بے تکلفی کی بات نہیں کر رہی.....!“

”تو پھر.....!“

”اس تاثر کو بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں مل رہے.....!“

”چھوڑیے بھی ہو گا کچھ..... خواہ خواہ ذہن کو کیوں تھکایا جائے۔!“

اس کے بعد وہ مہمانوں کو عمارت میں پہنچا کر تنہا سرونٹس کو ارٹری طرف چل پڑا تھا۔

رحمت الہی غالباً اس کا منظر ہی تھا اسے دیکھ کر چارپائی سے اٹھ گیا۔ یہ مضبوط ہاتھ حیر کا لمبا

تڑکا آدمی تھا..... عمر تیس سے زیادہ نہ رہی ہوگی۔!

”تم کیا کہنا چاہتے ہو.....!“ جاوید نے اس سے پوچھا۔

”بھانت بھانت کی باتیں ہو رہی ہیں جاوید میاں..... ہو سکتا ہے پولیس آپ سے بھی پوچھ

گچھ کر بیٹھے۔!“

”کیا مطلب.....!“ جاوید بوکھلا گیا۔!

”میاں آپ اور آپ کا سنگی مہمان بھی پچھلی رات گل کدہ میں نہیں تھے۔“ جاوید سنائے میں

”اگیا.....! لیکن اتنی عقل تو رکھتا ہی تھا کہ کسی قسم کے اعتراف سے پہلو بچا جاتا۔!“

”تم کہنا کیا چاہتے ہو.....!“ اس نے لہجے میں کسی قدر سختی پیدا کر کے پوچھا۔

”سنا گیا ہے کہ آپ دونوں بھی اس وقت وہیں موجود تھے جب کسی نے نجیب خان کو گرا

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں.....؟“

”کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دوں گا..... کوئی دشواری ہو تو مجھے بتائیے!.....“

”یہ بات کس نے بتائی ہے کہ میرے مہمان نے ٹانگ ماری تھی!.....“

”اس کا علم داؤد بیک کو ہو گا!“

”میں داؤد بیک سے ملنا چاہتا ہوں!“

”اچھا ہی ہوتا کہ آپس میں صلح صفائی ہو جاتی ورنہ خواہ مخواہ خاندان کی عزت پر حرف آئے گا!“

”میں چاہتا ہوں کہ گھر کے کسی فرد کو بھی علم نہ ہونے پائے کہ میں نے داؤد بیک سے

ملاقات کی تھی!“

”میرا ذمہ..... مرتے مرجاؤں گا لیکن یہ بات کبھی زبان پر نہ آئے گی۔ دل چاہے تو ابھی

چلے..... اور اس کا بھی ذمہ لیتا ہوں کہ اگر داؤد بیک بد تمیزی سے پیش آیا تو اس کی گردن کاٹ کر

ہاتھ پر رکھ دوں گا!“

اس کے بعد جاوید خاموشی سے رحمت الہی کے ساتھ نکل گیا تھا۔ داؤد بیک سے گھر پر

ملاقات نہ ہو سکی! معلوم ہوا کہ وہ جھیل والے ڈاک بنگلے میں راتیں بسر کر رہا ہے!

”اب کیا کیا جائے!.....“ جاوید نے پوچھا!

”وہیں چلتے ہیں..... ادیر کرنا بہتر نہ ہو گا!.....“ رحمت الہی کا جواب تھا۔

کچھ دیر بعد جاوید کی جیب جھیل کی طرف جارہی تھی!

”مجھے بات کرنے دیجئے گا!.....“ رحمت الہی بولا۔

”کیا مطلب!.....“

”خود سے آپ کو کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں..... بات میں ہی چھبڑوں گا!“

”جیسی تمہاری مرضی!.....“

داؤد بیک جھیل والے ڈاک بنگلے ہی میں موجود تھا..... اور اس انداز سے کہ طبلہ ٹھک رہا

تھا اور ایک پہاڑی لڑکی رقص کر رہی تھی۔ قہوے کی پیالیاں گردش میں تھیں!

رقاصہ بارہ آدمیوں سے داد تحسین وصول کر رہی تھی! داؤد بیک نے جاوید کو حیرت سے

دیکھا اور پھر اپنے قریب ہی چلے آنے کا اشارہ کیا!..... بقیہ لوگ بھی اسے گھورنے لگے تھے۔ وہ

چپ چاپ داؤد بیک کے پاس بیٹھ گیا اور رحمت الہی دوسرے تماش بینوں میں بیٹھ گیا!

یہ محفل جلد ہی ختم ہو گئی اور اس کمرے میں ان تینوں کے علاوہ اور کوئی نہ رہ گیا۔

قہوے کی تین پیالیاں ان کے آگے رکھی ہوئی تھیں۔

رحمت الہی نے کچھ کہنا چاہا لیکن داؤد بیک ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”پہلے قہوہ پھر باتیں!“

قہوے کی پیالی ختم کر کے جاوید نے محسوس کیا جیسے سر اچانک بھاری ہو گیا ہو!..... وہ دونوں

کچھ بول تو رہے تھے، لیکن ان کی گفتگو جاوید کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی!..... آہستہ آہستہ اس کا

ذہن بالکل سو گیا!

دوبارہ آنکھ کھلی تو وہ کمرہ نہیں تھا جس میں اس نے قہوہ نوشی کی تھی!..... لحاف اوڑھے بستر

پر پڑا تھا!..... سر گھمایا تو رحمت الہی بھی اسی حال میں نظر آیا!

جاوید اٹھ گیا!..... اور رحمت الہی کا شانہ ہلا کر آوازیں دینے لگا! رحمت الہی نے بھی اٹھ کر

بوکھلاہٹ ظاہر کی تھی!

انہوں نے کمرے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ تو باہر سے بند کیا گیا تھا!.....

”شانہ ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے!.....“ رحمت الہی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا!

جاوید کچھ نہ بولا!..... اسے اپنا حلق خشک ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور زبان تالو سے لگی

جا رہی تھی!

وہ سوچ رہا تھا کتنی زبردست حماقت سرزد ہوئی ہے کہ کسی کے علم میں لائے بغیر رحمت الہی

کے ساتھ یہاں چلا آیا وہ صورت زیادہ مناسب ہوتی کہ عمران ہی کے ساتھ آتا!

”اب کیا کرو گے!.....“ اس نے رحمت الہی سے پوچھا!

”کچھ سمجھ میں نہیں آتا!.....“

جاوید نے اسے گھور کر دیکھا لیکن اس کی آنکھوں میں پیارگی کے علاوہ کوئی تاثر نہ تھا۔

”یہ بہت بُرا ہوا!.....“ جاوید کی آواز حلق میں چھننے لگی!

”میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا!“

”کیا وہ اس طرح مجھے پولیس کے حوالے کرے گا!“

”جاوید میاں! بہت شرمندہ ہوں!.....“

”کچھ سوچو.... تمہاری شرمندگی میرے کس کام آسکتی ہے۔!“

اتنے میں باہر سے دروازے کا بولٹ سرکنے کی آواز آئی اور دونوں سنبھل کر بیٹھ گئے۔
داؤد بیک دو مسلح آدمیوں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا.... اس کے بعد دروازہ پھر بند کر دیا گیا۔ داؤد بیک کے ہونٹوں پر سفاک سی مسکراہٹ تھی.... اس نے جاوید کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ ”اب میں بالکل مطمئن ہوں....!“

”یہ سب کیا ہے....!“ جاوید جھنجھلا کر کھڑا ہو گیا۔

”بیٹھ جاؤ....!“ اس نے سرد لہجے میں کہا۔ ”تم دونوں کی تلاش جاری ہے کوئی بھی نہیں جانتا کہ تم کہاں ہو۔!“

”مطلب کیا ہے....!“ جاوید نے دلیر بننے کی کوشش کی۔

”جب تک وہ پاگل آدمی ہاتھ نہیں لگ جاتا تم دونوں میرے مہمان رہو گے اگر یہاں سے نکلنے کی کوشش کی تو جنگلوں میں بھٹک کر مر جاؤ گے۔!“

”میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے....! اپنا سامان چھوڑ کر غائب ہو گیا ہے....!“

”کون ہے.... اور کہاں سے آیا ہے....؟“

”یہ بھی نہیں معلوم....!“

”بہت خوب.... تم اتنے بڑے ولی اللہ ہو کہ یہ معلوم کئے بغیر کسی کو اپنا مہمان بنا لو گے۔!“

”اسے مہمان بنا لینے پر خاندان کا کوئی فرد خوش نہیں تھا.... شیخ صاحب مزید کسی جھگڑے

میں نہیں پڑنا چاہتے تھے....! رات ہم سب نے طے کیا تھا کہ اسے تمہارے حوالے کر دیا

جائے۔! شیخ صاحب مجھ سے کہہ رہے تھے کہ میں خود اسے تم تک پہنچا دوں.... لیکن اچانک وہ

کھانے کی میز سے اٹھا اور یہ کہتا ہوا نکل بھاگا کہ اپنا سامان بھی تم لوگوں کو بخشا....!“

”ہوں!“ داؤد بیک کچھ سوچتا ہوا رحمت الہی کی طرف مڑ کر بولا۔ ”تم کیوں خاموش ہو۔!“

”میں نے بھی پاگوں کی طرح نکل بھاگتے دیکھا تھا۔!“

”کیا یہ صحیح ہے کہ وہاں لوگوں کو اس کی موجودگی پسند نہیں تھی....!“

”اس سلسلے میں کیا کہا جائے.... میں نے تو شیخ صاحب کو اس سے ہنس ہنس کر اس طرح

بھی گفتگو کرتے دیکھا جیسے وہ خاندان ہی کا کوئی فرد ہو۔!“

”رحمت الہی....!“ جاوید آپے سے باہر ہو گیا۔

”مجھے آنکھیں نہ دکھاؤ.... میں نجیب خان صاحب کا پرانا نمک خوار ہوں.... تمہاری چھت کے نیچے رہتا ہوں.... اور وہ بھی کس طرح کہ میں غریب آدمی ہوں اس لئے تم لوگوں نے مجھے نوکروں کے ساتھ ڈال دیا تھا....!“

”تم نے خود ہی کہا تھا کہ سر و نش کو ارٹ میں رہو گے۔!“

”میں نے لاکھ کہا تھا تم لوگوں کا کیا فرض ہونا چاہئے تھا.... غریب رشتہ داروں سے کتنا گھٹیا سلوک کرتے ہو.... تم دولت مند لوگ....!“

جاوید خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا....! اور اب یہ بات اس کی سمجھ میں آئی کہ رحمت الہی اسے یہاں کسی سازش کے تحت لایا تھا۔!

”ہاں تو تم نے سن لیا....!“ داؤد بیک اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا زہریلی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

”اب میں اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا....!“ جاوید نے غصیلے لہجے میں کہا۔!

داؤد بیک نے اپنے آدمیوں کی طرف مڑ کر کہا۔ ”ذرا وہ کھڑکی تو کھولنا۔!“

ایک نے بڑھ کر بائیں جانب والی کھڑکی کھول دی۔

”وہ دیکھو....! کھڑکی کے باہر....!“ داؤد بیک جاوید سے بولا۔ ”ان پہاڑوں کے پیچھے

دوسرے ملک کی سرحدی چوکی ہے....! تمہاری کمرے سے چرس کی پوٹلی باندھ کر گولی باردی جائے

گی اور لاش غیر ملکی چوکی کے قریب پھینک دی جائے گی۔!“

”کک.... کیوں....؟“ جاوید کے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹ پڑا۔

”اگر اس پاگل کی اصلیت سے مجھے آگاہ نہ کیا تو یہی ہو گا۔!“

”م.... میں کچھ نہیں جانتا....!“

”رحمت الہی....!“

”بیک صاحب....! میرا کیا تصور ہے....!“ رحمت الہی کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

”تم اسے سمجھاؤ.... رات تک کی مہلت دیتا ہوں....!“

”میں کوشش کروں گا.... جناب....! میں نے خان صاحب مرحوم کا نمک کھایا ہے۔!“

”چلو....!“ داؤد بیک نے اپنے آدمیوں کی طرف مڑ کر کہا۔

باہر نکلنے کے بعد انہوں نے شامد دروازے کو باہر سے مقفل کر دیا تھا۔

کھڑکی کھلی رہ گئی تھی....! اور جاوید پہاڑوں کو گھورے جا رہا تھا۔!

کھڑکی کے قریب جا کر سلاخوں کا معائنہ کرتا رہا پھر جاوید کی طرف مڑ کر بولا۔ ”سلاخیں بہت مضبوطی سے لگائی گئی ہیں۔ نکل جانا آسان نہ ہوگا۔!“

”رحمت الہی میں تمہاری آواز بھی نہیں سننا چاہتا....!“ جاوید سرخ ہو کر بولا۔

”جاوید میاں سمجھنے کی کوشش کیجئے....! اگر میں آپ لوگوں کے خلاف نفرت نہ ظاہر کرتا

تو اس وقت حالات کچھ اور ہوتے.... میں ان لوگوں کی باتیں چھپ چھپ کر سنتا رہا ہوں اسی

لئے میں نے چاہا تھا کہ صلح صفائی ہو جائے....! اور مجھے تو اب دوسرا خدشہ لاحق ہو گیا ہے۔!“

جاوید کچھ نہ بولا....! خاموشی سے اسے گھورتا رہا.... رحمت الہی نے کچھ دیر خاموش رہ کر

کہا۔ ”مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ لوگ پروین بی بی کو بھی نہ اٹھا لائیں۔!“

”کیا مطلب....!“

”یہ لوگ ضرور سوچیں گے کہ آپ اس آدمی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تو پروین بی بی

جانتی ہوں گی۔!“

”وہ کیسے جانتی ہوں گی....!“

”میں کہہ چکا ہوں کہ چھپ کر ان لوگوں کی باتیں سنتا رہا ہوں داؤد بیک کے آدمیوں نے

اسے بتایا تھا کہ پروین بی بی اس پاگل کی بہت زیادہ طرف داری کرتی رہی ہیں۔!“

”تم نے بتایا ہوگا.... تم نے....!“ جاوید آپے سے باہر ہو گیا....!

”اب آپ کا جود مل چاہے سمجھیں....! لیکن اتنا یاد رکھئے کہ آپ کی جان میری ہی وجہ سے

بچے گی....! کسی کو بھی نہیں معلوم کہ آپ کہاں ہیں.... رہی میری بات تو میں ایک ایک ہفتہ

گھر کی شکل نہیں دیکھتا۔!“

جاوید اسے گھورتا رہا.... اسے یاد آیا کہ پروین نے رحمت الہی کے بارے میں پچھلی رات

اپنی رائے کا اظہار کیا تھا! وہ دوسروں کو بتا سکتی ہے کہ رحمت الہی نے اسی پاگل کے سلسلے میں اس

سے گفتگو کرنے کے لئے اپنے کوارٹر میں بلایا تھا....!

”دیے....! میں آپ کو ایک مشورہ دوں گا!“ رحمت الہی کچھ دیر بعد نرم لہجے میں بولا۔

”فرمائیے....!“

”اگر آپ اس پاگل کی اصلیت سے واقف ہی ہوں تو بتا کر پیچھا پھڑائیے یا کم از کم اس کا

اعتراف کر لیجئے کہ نجیب خان کو گل کدہ میں اسی نے گر لیا تھا۔!“

جاوید فوراً کچھ نہ بولا.... وہ سوچ رہا تھا کہ اسے ان لوگوں کے اس شبے کو تقویت پہنچانی

چاہئے کہ پروین عمران کے بارے میں کچھ جانتی ہے....! اس طرح اگر ان لوگوں نے پروین کو

اٹھانے کی کوشش کی تو پکڑے جائیں گے اور پولیس بہ آسانی یہاں تک پہنچ سکے گی۔!

”میں بڑی الجھن میں ہوں رحمت الہی....!“ دفعتاً اس نے کہا۔

”مجھے بتائیے....! شامد میں آپ کو صحیح مشورہ دے سکوں....!“

”بلاشبہ عمران ہی نے نجیب خان کے ٹانگ ماری تھی اور پھر میں گل کدہ میں نہیں ٹھہر سکا

تھا اس کے بعد ہی یہ خواہش ہوئی تھی کہ وہ ہمارے ساتھ قیام نہ کرے تو بہتر ہے.... اب

تمہارے خیال دلانے پر سوچنا پڑا ہے کہ آخر پروین اس کی طرف داری کیوں کرتی رہی تھی۔ پہلے

دن جھیل پر بھی وہ اسے مہمان بنانے پر مصر رہی تھی۔!“

رحمت الہی نے طویل سانس لی.... جاوید کو اس کی آنکھوں میں کسی قسم کی تبدیلی بھی نظر

آئی تھی جسے وہ کوئی واضح معنی نہ پہناسکا۔!

وہ کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ ”کیا خیال ہے بیک صاحب کو آپ کے اس خیال سے آگاہ

کرنے کی کوشش کی جائے۔!“

”جیسا دل چاہے....! میری تو عقل ہی خطہ ہو کر رہ گئی ہے۔!“

رحمت الہی کھڑکی کے قریب پہنچ کر زور زور سے چیخنے لگا۔ ”ارے کوئی یہاں موجود ہے۔!“

فوز اہی ایک آدمی کھڑکی کے سامنے نظر آیا۔

”ہم بیک صاحب سے ملنا چاہتے ہیں۔!“ رحمت الہی نے اس سے کہا اور وہ سر ہلا کر کھڑکی

کے پاس سے ہٹ گیا۔

شامد دس پندرہ منٹ بعد داؤد بیک پھر آیا تھا اس کے ساتھ دونوں مسلح محافظ بدستور موجود

تھے۔ رحمت الہی نے جو کچھ جاوید سے سنا تھا اسے بتاتے ہوئے کہا! ”جاوید میاں اگر اس سے زیادہ

رفتہ رفتہ راستہ اتنا تنگ ہو گیا تھا کہ وہ جھک کر چلنے پر مجبور ہو گئے اور ایک جگہ تو انہیں گھٹنوں کے بل چوپایوں کی طرح چلنا پڑا تھا.... اس کے بعد وہ ایک بڑے کشادہ غار میں داخل ہوئے تھے.... جہاں کئی پیڑو میکس لپ روشن تھے....! جاوید بڑی طرح بوکھلا گیا.... کیونکہ پروین سامنے ہی کھڑی نظر آئی تھی اس کا چہرہ زرد تھا اور سارے جسم میں ایسی تھر تھری تھی کہ دور سے بھی دیکھی جاسکتی تھی۔

”یہ کہتی ہے کہ اسے پاگل کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم....!“ داؤد بیک نے جاوید کو مخاطب کیا!

جاوید کچھ نہ بولا....! وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ لوگ پروین پر ہاتھ ڈال سکیں گے۔ اس نے مڑ کر اس راستے پر نظر ڈالی جس سے گذر کر یہاں تک پہنچا تھا لیکن اتنی روشنی کے باوجود بھی وہ دکھائی نہ دیا۔

داؤد بیک نے رحمت الہی اور ان دونوں کے علاوہ، جو اسے یہاں تک لائے تھے سب کے چہرے پگڑیوں کے گوشوں سے ڈھکے ہوئے تھے صرف آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔ شاید یہی لوگ پروین کو اٹھا کر لائے تھے....! ان کی تعداد چھ تھی!

دفعتاً جاوید نے جی کڑا کر کے پروین سے پوچھا.... ”یہ کیسے ہوا....!“

”مم.... میں.... اب کیا ہوگا.... یہ لوگ مجھے کیوں پکڑ لائے ہیں!“ پروین خوف زدہ آواز میں بولی۔ ”یہ لوگ مجھ سے عمران کے بارے میں پوچھ رہے ہیں....! میں کیا جانوں وہ کون ہے.... لیکن میں اس مصیبت میں اسی کی وجہ سے پڑی ہوں....!“

”کیا مطلب....!“ داؤد بیک گرجا!

لیکن پروین اس کی طرف متوجہ ہوئے بغیر کہتی رہی.... ”آج شام کو سات بجے کے قریب وہ گھر آیا تھا.... پہلے تو آپ کی گمشدگی پر تشویش کا اظہار کرتا رہا تھا.... پھر مجھ سے اکیلے میں کہا تھا کہ جاوید تم سے ملنا چاہتا ہے.... پائیں باغ کے مغربی گوشے میں اس وقت بھی موجود ہے.... ظاہر ہے کہ میں مغربی گوشے میں دوڑی گئی ہوں گی.... بس وہاں پہنچی ہی تھی کہ کئی آدمی مجھ پر ٹوٹ پڑے!“

”کیا....!“ داؤد بیک کی دھاڑ پھر سنائی دی اور وہ اُن دونوں کی طرف ہاتھ اٹھا کر چیخا، جو

جاننے ہوتے تو ضرور بتا دیتے....!“

”کیسے یقین کر لیا جائے....!“ داؤد بیک غرایا۔

”سوچنے کی بات ہے بیک صاحب! اتنا ہی بتا کر انہوں نے اپنی گردن پھنسی ہے اگر یہ پولیس کے سامنے اس کا اعتراف کر لیں کہ ٹانگ اسی نے ماری تھی۔ یعنی ان کے مہمان نے.... تو پولیس کا کیا رویہ ہوگا!“

داؤد بیک نے کچھ سوچتے رہنے کے بعد کہا۔ ”تم ٹھیک کہہ رہے ہو.... اچھی بات ہے میں یقین کئے لیتا ہوں....! لیکن جاوید صاحب یہ پروین وغیرہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں!“

”دارالحکومت سے.... چچا جان کے کسی دوست کی فیملی ہے۔!“

”خیر.... اچھا.... لیکن تم دونوں کو اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتا جب تک کہ وہ آدمی ہاتھ نہ آجائے.... آرام کرو.... تمہیں کسی قسم کی بھی تکلیف نہ ہونے پائے گی۔!“

جاوید اور رحمت الہی خاموش رہے اور داؤد بیک چلا گیا!

آٹھ بجے رات تک پھر کوئی خاص واقعہ نہ ہوا.... انہیں شام کی چائے ملی تھی اور آٹھ بجے بہت پر تکلف کھانا پیش کیا گیا تھا۔

کھانے کے بعد رحمت الہی کو وہ لوگ کہیں اور لے گئے جاوید تمہارہ گیا....! فطرۃ وہ کلنڈرا اور بھاگ دوڑ کا شائق ضرور تھا لیکن لڑائی بھڑائی کے تصور سے بھی اسے وحشت ہوتی تھی۔

نوج کر چالیس منٹ پر کمرے کا دروازہ کھلا اور دو آدمی ہاتھوں میں ریوالور لئے داخل ہوئے.... وہ جاوید کو بھی یہاں سے کہیں اور لے جانا چاہتے تھے!

اس نے سوچا کہیں وہ اسے مار کر پہاڑوں کے پیچھے پھینکتے تو نہیں جارہے۔

”مجھے کہاں جانا ہے....!“ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

”چپ چاپ چلو....!“ ایک آدمی غرایا.... اور دوسرے نے جاوید کو آگے بڑھانے کے لئے دھکا دیا۔

وہ باہر نکلے.... ایک نے نارنج روشن کر رکھی تھی.... یہ انہیں راستہ دکھا رہا تھا.... وہ بڑے دشوار گزار راستے پر چل رہے تھے۔ سروں پر کچھ اس قسم کی چٹائیں سایہ کئے ہوئے تھیں کہ آسمان تک نہیں دکھائی دے رہا تھا۔

جاوید کو یہاں لائے تھے۔!

”باہر جاؤ.... راستے کی نگرانی کرو....!“

”ٹھہرو....! خبردار کوئی اپنی جگہ سے جنبش نہ کرے....!“

ان آدمیوں میں سے ایک نے لکارا جن کے چہرے چھپے ہوئے تھے ساتھ ہی اس کے ڈھیلے ڈھالے لباس کے نیچے سے ایک نامی گن نکل آئی۔

”اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!“ اس نے کہا۔ ”ورنہ ایک بھی زندہ نہ دکھائی دے گا۔!“

سب کے ہاتھ بے ساختہ اوپر اٹھ گئے لیکن ایک نے اب بھی ہاتھ نہیں اٹھائے تھے....

اس کا چہرہ بھی چھپا ہوا تھا۔

دفعتاً اس نے اپنی پگڑی اتار پھینکی!

”اوہ....!“ داؤد بیک چونک پڑا۔

جاوید کو اس کا چہرہ بہت خوف ناک لگا تھا۔

پھولی ہوئی بھدی ناک کے نیچے گھنی مونچھیں بڑی ڈراؤنی معلوم ہوتی تھیں۔

”داؤد بیک....!“ وہ گونجیلی آواز میں بولا۔ ”میں تمہیں صرف یہ بتانے آیا ہوں کہ نجیب

خان کا قاتل کون ہے....!“

”میں جانتا ہوں.... تم نے اسے قتل کیا ہے! تم تہینہ کے کمرے کی نگرانی کر رہے تھے۔!“

”بالکل غلط....! اس کا قاتل تمہاری بائیں طرف کھڑا ہے....!“

”کون....! رحمت الہی....!“

”یہ جھوٹ ہے....!“ رحمت الہی چیخا۔

”کیا تمہیں اس یو قوف آدمی کی وجہ سے پریشانی نہیں ہوئی تھی۔!“

”مجھے کیوں ہوتی....!“

”حالانکہ تم یہ جاننے کے لئے بے چین تھے اور تم ہی نے اسے نجیب خان کو گراتے دیکھا

تھا....! پھر تم نے یہ بھی دیکھا کہ وہ نجیب خان کے پیچھے لگ گیا ہے....! اب تم داؤد بیک کو بتاؤ

کہ تم نے کس ڈر سے نجیب خان کو مار ڈالا۔!“

”بکو اس بند کر....!“ کہتا ہوا رحمت الہی اس پر جھپٹ پڑا.... ادھر نامی گن والے نے

دوسروں کو آگاہ کر دیا کہ کسی نے بھی رحمت الہی کا ساتھ دینے کی کوشش کی تو ختم کر دیا جائے گا۔!

پہلے تو ایسا لگا جیسے رحمت الہی اس پر چھا گیا ہو.... پھر اچھل کر دور جا پڑا.... اٹھا اور پھر

جھپٹا.... اس بار بھدی ناک والے کا گھونسا اس کے پیٹ پر پڑا تھا.... وہ پیٹ پکڑے ہوئے دوہرا

ہو گیا۔ اس کے بعد پشت پر پڑنے والے دو تھرنے زمین بوس ہی کر دیا تھا.... اس نے اس کا

گربان پکڑ کر اس طرح دھکا دیا کہ وہ داؤد بیک ہی کے قریب جا ٹھہرا.... لیکن اسی دوران میں

اس کی پھولی ہوئی ناک مونچھوں سمیت چہرے سے الگ ہو کر نیچے گر گئی۔

”ارے جاوید....!“ پروین بے ساختہ چیختی....! ”عمران....!“

”ہوں.... تو اب بتاؤ.... رحمت الہی.... تمہارے ذاتی بزنس میں کون کون شریک

ہے۔!“ عمران نے زہریلے لہجے میں پوچھا۔

”ذاتی بزنس.... کیا مطلب....!“ داؤد بیک رحمت الہی کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔

”مجھے یقین ہے کہ تم لوگوں کو اس کے ذاتی بزنس کا علم نہ ہوگا۔!“ عمران بولا۔ ”ورنہ یہ

نجیب خان کو کیوں مار ڈالتا....!“

”میں.... کک.... کہتا ہوں.... یہ جھوٹ ہے....!“ رحمت الہی ہانپتا ہوا بولا۔

”اگر یہ جھوٹ ہے تو تم سب کے سب سرحد پار کے جاسوس ہو۔!“

”خاموش....!“ رحمت الہی حلق کے بل چیخ کر پھر عمران کی طرف جھپٹا۔

اس بار عمران کی لات اس کے پیٹ پر پڑی تھی۔ وہ چاروں خانے چت گر اور پھر پڑا ہی رہ گیا۔

”یہ سب کیا ہے.... آخر....!“ داؤد بیک کی آواز کانپ رہی تھی۔

”یہ سرحد پار کا جاسوس ہے.... تمہارے آدمیوں کے ساتھ بظاہر اسٹنگ کرتا ہے....

لیکن حقیقتاً ہم دستاویزات کی نقلیں اور اہم فوجی راز سرحد پار پہنچاتا تھا۔!“

”خداوند!....!“

”پچھلے دنوں اس کی ایک مائیکرو فلم کھو گئی تھی، جس میں فوجی نوعیت کے نقشوں کے عکس

محفوظ تھے....! ظاہر ہے کہ جہاں رہتا ہے وہیں کھوئی ہوگی.... لہذا اس نے مجھے شبہ کی نظر سے

دیکھا تھا اور میرے پیچھے لگ گیا تھا۔ نجیب کا ملازم تھا۔ اس لئے خدشہ ہوا کہ کہیں نجیب اور اس کا

پول نہ کھل جائے.... لہذا اس نے اُسے ختم کر دیا اور مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی تدبیریں سوچتا رہا۔!“

”رحمت الہی نے انہیں باور کرایا تھا کہ آپ عمران کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور جانتی ہوں گی کیونکہ آپ اس کی طرف داری کرتی رہی تھیں۔ اس دن ہم لوگوں کے ساتھ رحمت الہی بھی تھا۔ جب جھیل پر عمران سے ملاقات ہوئی تھی۔“

”میں نے پوچھا تھا کہ مجھے وہاں پہنچوانے کی کیا ضرورت تھی۔“

عمران کو یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ میں داؤد بیک کی قید میں ہوں لیکن کہاں قید ہوں اس کا سراغ نہیں لگا سکا تھا۔ دراصل وہ حضرت داؤد بیک اور نجیب خان کے آدمیوں کے پیچھے لگ گئے تھے انہی کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ داؤد بیک تمہاری فکر میں بھی ہے چھ آدمی تمہارے بنگلے کے آس پاس موجود رہتے تھے کہ جیسے ہی موقع ملے تمہیں لے اڑیں۔۔۔۔۔ عمران نے ان میں سے دو آدمیوں کو پکڑ لیا اور ان کی جگہ اپنے ایک ساتھی سمیت خود لے لی۔ اس طرح وہ ٹھیک اسی جگہ پہنچے میں کامیاب ہو گئے جہاں میں تھا۔“

”کیا وہ پھر کبھی واپس آئے گا؟“ پروین نے ٹھنڈی سانس لے کر پوچھا۔

”پتہ نہیں۔۔۔۔۔“

”اس کا پتہ تو آپ نے لے ہی لیا ہو گا۔“

”وہ اس پر تیار نہیں ہوا۔۔۔۔۔ میں نے بہت کوشش کی تھی۔“

”اور وہ مچھلیوں والا فن۔۔۔۔۔“

”اس کے بارے میں بھی کوئی ڈھنگ کی بات نہیں کی۔۔۔۔۔“

”ایسا حیرت انگیز آدمی آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔ میں شاید اسے کبھی نہ بھلا سکوں۔“



صفر صاحب فراش تھا۔۔۔۔۔ گڑھے میں چھلانگ لگاتے وقت اس کا ٹخنہ اتر گیا تھا۔۔۔۔۔ کسی نہ کسی طرح وہ ہوٹل پہنچا تھا اور تنویر وغیرہ اسے نکال لائے تھے۔

شہر پہنچ کر اسے ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔۔۔۔۔ عمران اور سیکرٹ سروس کے تین ممبروں کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔! تنویر عمران کی شان میں قصیدے پڑھتا رہتا۔۔۔۔۔ دن میں ہسپتال کے کئی چکر لگاتا۔۔۔۔۔ صفر سے زیادہ اسے تہینہ کی خیریت نیک مطلوب تھی کیونکہ وہ صفر کے ساتھ ہسپتال ہی میں مقیم تھی۔!

”آپ کوئی بھی ہوں جناب عالی۔۔۔۔۔!“ داؤد بیک نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔! ”میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا نجیب کا وطن فروشی برفش نہیں تھا۔۔۔۔۔! چور اور اچکے بھی اپنی ماں کی عصمت کی حفاظت کرتے ہیں! ہم صرف اسمگلر ہیں اور اس کے لئے سزا بھگتتے جسے لئے تیار ہیں۔ بے شک ہمارے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ڈالنے اور لے چلنے میں تو آپ کو نجیب کا قاتل سمجھ کر نگہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔“

عمران نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے نامی گن لیتے ہوئے کہا! ”رحمت الہی کے ہتھ کڑیاں لگاؤ۔!“

پروین اس کے قریب کھسک آئی تھی اس کا بازو چھو کر ہنستی ہوئی بولی! ”مجھے اس طرح پریشان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔!“

”اگر ایسا نہ کرتا تو یہاں تک نہ پہنچ سکتا۔۔۔۔۔! طمینان سے بتاؤں گا۔!“

”آپ آخر ہیں کیا چیز۔۔۔۔۔ مچھلیاں پکڑتے پکڑتے جاسوس پکڑنے لگے۔!“

”غیر ملکی جاسوسوں کو پکڑنا اور انہیں تل کر کھانا ہی میری بانی ہے۔ مچھلیوں سے تو مذاق کرتا ہوں۔!“

”میرے لئے کیا حکم ہے جناب۔۔۔۔۔!“ داؤد بیک نے بڑے ادب سے پوچھا۔!

”عیش کرو۔۔۔۔۔ تم سرحدی پولیس اور کسٹمز کا مسئلہ ہو۔!“



دوسری صبح ناشتے کی میز پر عمران نہیں تھا۔۔۔۔۔ جب دوسرے لوگ اٹھ گئے تو جاوید نے

پروین سے پوچھا ”آپ نے کسی سے اس کا ذکر تو نہیں کیا۔!“

”جی نہیں۔۔۔۔۔! عمران صاحب نے منع کر دیا تھا تو کیسے ذکر کرتی۔۔۔۔۔ میں نے سب سے یہی

کہا ہے کہ میں نے اور عمران نے جاوید صاحب کو ڈھونڈھ نکالا۔!“

”اور یہ لوگ مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ کہاں سے ڈھونڈھ نکالا۔!“

”کیا بتایا آپ نے۔۔۔۔۔!“

”چچا جان سے خفا ہو کر ایک دوست کے گھر میں پناہ گزین ہوا تھا۔!“

”آخر مجھے کیوں گھینٹا گیا تھا اس معاملے میں۔!“ پروین نے پوچھا۔

اس وقت بھی تنویر صفدر کی مسہری کے قریب کرسی ڈالے بیٹھا تہینہ کو بڑے غور سے دیکھے جا رہا تھا، جو اس کی طرف پشت کئے صفدر کے لئے مالتوں کا رس نکال رہی تھی۔

”میرا خیال ہے کہ اس بار عمران کی لاش ہی واپس آئے گی....!“ تنویر نے صفدر سے کہا۔
”کیا فضول باتیں کرتے ہو....!“ صفدر بُرا سامنہ بنا کر بولا۔

”اسی کی بدولت اس حال کو پہنچے ہو....!“

”مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے.... اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران میں چوٹ کھا ہے اس لئے اس کا ذکر بھی سنا پسند نہیں کرتا۔!“

”میں استعفیٰ دینے کی سوچ رہا ہوں۔!“

”تمہارا اپنا معاملہ ہے....!“

”میں اسے برداشت نہیں کر سکتا کہ ایک غیر متعلق آدمی ہم پر اس طرح مسلط کر جائے کہ ہم اس کے ہاتھوں کھلونا بن کر رہ جائیں۔!“

”جب چیف اُس سے کوئی کام لے رہا ہو تو ہم اسے غیر متعلق نہیں کہہ سکتے۔!“

دفعتاً جوزف کمرے میں داخل ہوا.... اس نے صفدر کی خیریت دریافت کی اور عمر کے متعلق پوچھا۔

”ابھی تک واپسی نہیں ہوئی۔!“ صفدر نے جواب دیا۔!

”ایک خوب صورت سائتوٹ بنوا رکھو اپنے باس کے لئے۔!“ تنویر بولا۔

”دیکھو مسٹر....!“ جوزف غرایا۔ ”زبان قابو میں رکھو ورنہ کہیں تمہارے وارنٹوں

تائوٹ نہ بنوانا پڑے۔“

”شٹ اپ....!“

”اچھی بات ہے.... تم باہر نکلو....! میں پچانک پر تمہارا منتظر رہوں گا!“ جوزف

ہو اور وازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ صفدر اس سے بولا! ”تھرو....!“

”کیا بات ہے.... مسٹر!“ جوزف نے رک کر اس کی طرف مڑے بغیر پوچھا۔!

”اپنے باس کی واپسی تک اس جھگڑے کو ملتوی رکھو تو بہتر ہے۔!“

”میں کب تک بیہودہ باتیں سنتا ہوں....!“ جوزف جھلائے ہوئے انداز میں صفدر کی طرف مڑا.... ”وہ باس نہیں میرا باپ ہے.... یتیم ہونے سے پہلے میں مسٹر تنویر کو مار ڈالوں گا....!“

”حد ہوتی ہے!“ تنویر اٹھ کھڑا ہوا.... غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔ ایک لڑکی کی موجودگی میں وہ روسیہ اس کی توہین کئے چلا جا رہا تھا۔

ٹھیک اسی وقت اس روسیہ کے باپ نے کمرے میں قدم رکھا اور ان کی طرف توجہ دیئے بغیر تہینہ سے بولا۔

”تمہیں یہاں تکلیف ہو رہی ہوگی۔ میرے ساتھ چلو۔“

جوزف کی بانچیں کھل گئیں اور اُس نے فاتحانہ نظروں سے تنویر کی طرف دیکھا۔

”آپ کیوں لے جائیں گے انہیں!“ تنویر نے اوپری ہونٹ بھیج کر سوال کیا۔

”چھا تو پھر آپ ہی لے جائیے!“ عمران نے بڑے ادب سے کہا۔ ”ہسپتال میں تندرستوں کا کیا کام....!“

° غالباً تنویر کے لئے یہ مشورہ غیر متوقع تھا اس لئے گڑبڑا کر بولا۔ ”صفدر اس حال کو تمہاری وجہ سے پہنچا ہے!“

”ہو سکتا ہے....!“ عمران نے معصومانہ انداز میں کہا ”لیکن اگر آپ عیادت کے لئے آتے رہے تو گورکنوں کا بھی بھلا ہو جائے گا۔“

دفعتاً صفدر جھنجھلا کر بولا۔ ”تنویر اب تم جاسکتے ہو!“

ساتھ ہی جوزف نے بھی تنویر کو کچھ اس طرح گھورا جیسے اگر وہ اب بھی نہ گیا تو گردن میں ہاتھ دے کر باہر کر دے گا!

”اچھا.... اچھا.... تم سب جہنم میں جاؤ۔“ تنویر نے کہا اور تیزی سے نکلا چلا گیا۔!

پھر صفدر نے تہینہ کو مخاطب کر کے کہا۔ ”تم شاپنگ کے لئے جانا چاہتی تھیں جوزف

تھے۔!

کے ساتھ چلی جاؤ.....!

عمران نے جوزف کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر مردنی چھاگئی تھی۔ وہ شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا ”ہاں..... ہاں..... ٹھیک ہے۔!“

ان دونوں کے چلے جانے کے بعد صفدر نے طویل سانس لی اور عمران سے بولا ”اب فرمائیے.....!“

”کھیل ختم ہو گیا! شیخ صاحب کا ایک رشتہ دار رحمت الہی ان اسمگلرز کو دھوکے میں رکھ کر جاسوسی کرتا رہا تھا۔!“

اس نے تفصیل سے یہ کہانی صفدر کو سناتے ہوئے کہا۔ ”میں نے جو طریق کار اختیار کیا تھا اس کے بغیر کام تو چل جاتا لیکن دیر بہت لگتی! اس طرح سارے متعلقہ لوگ فوری طور پر ہماری طرف متوجہ ہو گئے تھے لیکن جب تک نجیب خان نہیں مارا گیا میں یہی سمجھتا رہا تھا کہ پورا گروہ جاسوسی میں ملوث ہے۔ اس کے بعد کے مشاہدات کی بنا پر رحمت الہی توجہ کا مرکز بن گیا..... وہ سارے لوگ بھی گرفت میں آ گئے ہیں جو رحمت الہی کے لئے معلومات فراہم کرتے تھے۔“

”سوال تو یہ ہے کہ جب وہ لوگ اس علاقے کے بااثر افراد میں سے تھے تو پھر ہم لوگوں کی موجودگی کی بناء پر بوکھلا کیوں گئے تھے..... نجیب خان ہی کی مثال لے لیجئے!..... وہاں کے حکام کی آنکھوں کا تار تھا..... بھلا اسے کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔“ صفدر نے پوچھا۔

”مقامی حکام اسی کی مٹھی میں تھے..... لیکن کسٹمر کی انٹیلی جنس کا دھڑکا تو لگا ہی رہتا تھا..... لہذا اپنے جنگلوں میں کسی اجنبی کے سائے سے بھی بھڑکتا تھا۔ خیر اب تم مجھے بتاؤ کہ تم پر کیا گزری تھی.....!“

”گڑھے سے تو کسی نہ کسی طرح باہر آ گیا تھا!“ صفدر نے طویل سانس لے کر کہا۔ ”لیکن زمین پر داہنا پیر نہیں رکھا جاتا تھا..... ایک چرواہے نے پچاس روپیوں کے عوض اپنے ٹٹو پر تنویر کے ہوٹل تک پہنچایا تھا۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح ہم چاروں وہاں سے نکل آئے

”لڑکی کا کیا ہو گا.....!“ عمران نے پوچھا۔

”گھر جانے پر آمادہ نہیں ہے.....؟“

”تو پھر.....!“

”کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے لئے کیا کروں.....!“

”میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ یہ احقانہ کھیل کب تک جاری رہے گا.....!“

”کون سا کھیل.....؟“

”یہی شاعرانہ کھیل جس نے لڑکی کی یہ درگت بنائی ہے.....!“

”کچھ آپ ہی کیجئے اس سلسلے میں.....!“

”سارے شاعر میری جان کو آجائیں گے..... ابھی حال ہی میں ایک بڑے میاں نے

اپنے ڈیڑھ درجن عشق تحریر فرمائے ہیں اور ان پر بچوں کی طرح قلقاریاں مارتے رہتے ہیں!“

”تو پھر انہی کے لئے کچھ کر گزریئے.....!“

”بس! انہیں صرف یہ لکھ بھیجنا چاہتا ہوں کہ آپ کے والد صاحب آپ کو جو کچھ بنانا

چاہتے تھے آپ بالکل وہی نکلے..... کسی بھی عشق کا تجزیہ کرنے پر آپ کا فعال ہونا بہت کم

ثابت ہوتا ہے۔ زیادہ تر مغولیت ہی طاری نظر آتی ہے۔“

”خیر چھوڑیئے..... مجھے مشورہ دیجئے کہ تمہینہ کے لئے کیا کیا جائے۔!“

”میں کیا مشورہ دے سکتا ہوں..... اس کے احوال سے واقف ہو جانے کے بعد کوئی

شادی کرنا بھی پسند نہ کرے گا! یہ کوئی داغی سیب تو ہے نہیں کہ داغ نکال کر کھالیا

جائے.....! داغ دائمی ہے جس کا کوئی مصرف نہیں! یا پھر یہ کہ داغ پر داغ لگاتے چلے

جاؤ.....!“

”میں اس کے لئے دکھی ہوں!“

”میں صرف اپنے لئے دکھی ہوں!“

”آپ کو کیا دکھ ہے۔!“ صفدر نے حیرت سے کہا۔

”یہی کہ پیدا ہونے سے انکار کیوں نہیں کر دیا تھا....!“

”واقعی بڑی مایوسانہ باتیں کر رہے ہیں.... کیا بات ہے!“

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جوزف کمرے میں داخل ہوا.... غصے سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں....!

”کیا بات ہے؟“ عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا!

”وہ اسے لے گیا....!“

”کون لے گیا....!“

”تنویر....! اس سے کہنے لگا کہ اگر تم اس کالے آدمی کے ساتھ گئیں تو تماشہ بن جاؤ گی! باس میں تمہاری عزت کو ڈرتا ہوں اسی لئے سڑک پر بھگڑا کر نامناسب نہیں سمجھا۔!“

”کیا اپنی جیب لایا تھا....!“

”ہاں باس....!“

”اچھی بات ہے....! آؤ.... میرے ساتھ!“

وہ دونوں چلے گئے اور صفدر بستر پر پڑا تنویر کے خلاف کھولتا رہا.... تنویر عورتوں کے معاملے میں اچھا آدمی نہیں تھا!

کچھ دیر بعد نعمانی صدیقی اور چوہان بھی اس کی عیادت کو آئے.... صفدر ان سے گفتگو کرتا رہا لیکن ذہن تہینہ ہی کی طرف تھا۔

وہ دیر تک نہیں بیٹھے تھے۔

ان کے جاتے ہی تہینہ آئی۔ بہت زیادہ پریشان نظر آرہی تھی۔ جوزف اس کے ساتھ

تھا....!

اسے پہنچا کر وہ چلا گیا....؟

”کیوں؟ کیا بات ہے؟“ صفدر نے تہینہ کو مخاطب کیا!

”عمران صاحب نے اسے بہت مارا ہے....!“

”کیوں؟ کیا ہوا تھا....!“

”وہ مجھے ساحل پر لے گیا تھا! حالانکہ اس سے بار بار کہہ رہی تھی کہ بازار کے علاوہ اور کہیں نہ جاؤں گی۔ تھوڑی سی شاپنگ کرنی ہے! لیکن اس نے گاڑی نہ روکی.... سیدھا ساحل کی طرف نکلا چلا گیا! میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں.... لیکن ساحل پر پہنچ کر اس نے گاڑی روکی ہی تھی کہ عمران صاحب پہنچ گئے! پھر جو انہوں نے اسے گاڑی سے نیچے کھینچ کر مارنا شروع کیا ہے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان کے سر پر خون سوار ہو.... بالآخر وہ بے ہوش ہو گیا! سارا چہرہ لہو لہان ہو گیا تھا....!“

”پھر کیا ہوا.... وہ کہاں ہے....!“

”جوزف سے بولے تم مسی کو صفدر صاحب کے پاس لے جاؤ.... میں تنویر کو کسی ایسے گھٹیا ہسپتال میں داخل کروں گا.... جہاں ایک بھی فیملی نرس نہ ہو....! پھر انہوں نے اسے گاڑی میں ڈالا تھا.... اور وہاں سے چل دیئے تھے....!“

”میں ایک بار پھر تم سے شرمندہ ہوں!“ صفدر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

تہینہ کچھ نہ بولی۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا.... اور آنکھیں ویران ویران سی لگ رہی تھیں۔